# انکشاف حقیقت

حضرت مولانا عبدالرحمٰن ابوالفضل مدظلہ مؤلف کتاب ہذا دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب سے حدیث شریف پڑھ چکے ہیں۔ اس طرح وہ ایک واسطہ سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ آپ کا اس پیرانہ سالی میں یہ وقیع تبصرہ انتہائی محقق ہے۔ عقیدت کی عینک اُتار کر اگر حقائق اور نتائج کی روشنی میں اس تبصرہ کو پڑھا جائے تو بہت سارے حقائق منکشف ہو جاتے ہیں۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

# انکشافِ حقیقت

مولانا ابوالفضل عبدالرحمٰن مدظلہ

## فہرست

## مقدمہ

### بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی تفرد بالجلال والعظمة والعزّ والکبریاء والجمال وخلق الانسان لعبادة وانزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا قیما لتنذر باسا شدیدا من لدنه ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لهم اجرا حسنا والصلاة والسلام علی امام المتقین وسید المجاهدین وعلی آله واصحابه رفعوا لواء الدین وعلی من تبعهم من سلف هذه الامة وخلفهامن قاتل وجاهد ورابط وناقم فی کل وقت وحین .

تبلیغ فرض ہے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم پراللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ......

یایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک.

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خوداپنی امت کوحکم دیا بلغو عنی ولو آیة۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصحاب رسول اللہ رضوان من اللہ تعالیٰ سے ہر دور میں امت اس فریضہ تبلیغ پر عمل کرتی رہی ،اپنوں کو تذکیر وتصام اور غیروں کو تبلیغ ہوتی رہی ۔وعظ ونصیحت کا عمل جاری وساری رہا اور جاری ہے۔امت سے جوکوتاہی اور غفلت اس امر میں ہوئی صدیوں سے تا حال جاری ہے۔وہ تبلیغ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بذریعہ الجہاد وقتال کرتے تھے وہ عظیم الشان عمل امت سے چھوٹ گیا اور قتال کے بغیر تبلیغ اتنی موثر نہیں ہوتی۔



جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

دعا المصطفى دهرًا بمكة لم يجب
وقد لان منه جانب وخطابٌ
فلما دعا والسّيفُ صلتٌ بكفه
له اسلموا واستسلمُوا وانابوا

ایک دوسرے شاعر نے اس حقیقت کا اظہار یوں کیا ہے......

الوعظ ينفع لو بالعلم والحكم — والسّيفُ اَبلَغُ وعاظٍ على القمم

خلافت سے سلطنت بن گئی اور پھر وحدت امت ختم ہوکر ریاستیں بن گئیں اور خلیفہ سے بادشاہ بن گئے اور ترک جہاد کی وجہ سے امت پر زوال آیا اور مسلمانوں کی ریاستیں بھی ختم، بادشاہت ختم اور غیروں کے محکوم ہو گئے ۔اس دور محکومی میں برصغیر میں تبلیغ کے نام پر ایک ایسا احمقانہ طریقہ تبلیغ ایجاد ہوا جس کے بارے میں عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔اسی وجہ سے اکابر علماء کرام میں سے کسی نے تائید نہیں کی بلکہ باز رکھنے کی کوشش کی جسکا نا قابل تردید ثبوت شیخ الحدیث مولانا ذکریا کی کتاب ''تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور انکے جوابات'' ہے۔لیکن دنیا کا ایک دستور ہے جب کوئی طریقہ رائج ہو جائے چاہے کوئی دنیاوی رسم ہو یا مذہبی رواج ہو پھر عقلمند لوگ بھی عموماً غور وغوض نہیں کرتے اور اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔بدیہی البطلان کی طرف بھی اکثر عقلمند دھیان نہیں دیتے۔

مثلاً مغربی ممالک میں ہم جنس پرستی (لواطت) رائج ہوگئی ہے بچپن میں جب شعور کم تھا ملوث ہو جاتے ہیں پھر لذت اور عادت عقل کو ماؤف کر دیتی ہے۔ایڈز کی بیماری جسکا بڑا سبب یہی ہے گیارہ ہزار یومیہ اس مرض سے ہلاک ہو رہے ہیں۔اربوں روپیہ اس لاعلاج کے علاج پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اس غیر فطری عمل سے اجتناب نہیں اور اسکی شناعت واستنکاف

اس معاشرہ میں ختم ہوگئی۔ دوسری مثال اس سے بھی زیادہ عبرتناک ہے۔

ان ممالک میں عورت جو شرم وحیا کا مجسمہ تھی، عورت کی فطرت کو مسخ کر کے اسکو راستے کی سبیل بنادیا۔ ہر راہ رو اس سے جنسی پیاس بجھا سکتا ہے۔ کنواری دلہن ان ممالک میں نایاب ہے۔ ہر لڑکی شادی سے قبل تقریباً آٹھ دس بوائے فرینڈ سے جنسی ملاپ کر چکی ہوتی ہے۔ بے غیرتی کی حد تو یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی وہ قانوناً اپنے جنسی عمل میں صرف شوہر کی پابند نہیں ہے۔ اور اس بے حیائی پر دیوث شوہر کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ البتہ وہاں یہ احمقانہ قانون ضرور موجود ہے کہ اگر عورت عدالت میں اپنے شوہر کے خلاف یہ دعویٰ دائر کرے کہ شوہر نے اسکی مرضی کیخلاف اس سے صحبت کی ہے تو شوہر کو صرف شکایت پر سزا ہو جائے گی مغربی ممالک کا فلسفہ دراصل اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام دنیا سے جرائم ختم کرنا چاہتا ہے لیکن مغربی ممالک جرائم کو فروغ دینا چاہتے ہیں اس لئے ان کا قانون مجرم کی حمایت کرتا ہے اسی لئے امریکہ اور مغربی ممالک میں جتنے جرائم ہوتے ہیں کہیں نہیں ہوتے۔

پر آمدم اصل مقصد تبلیغ کے نام سے جو جماعت نظام الدین بستی (اس غدار ملت دشمن مجاہدین انگریزوں کے جاسوس مرزا الٰہی بخش کی حویلی والی مسجد) سے شروع ہوئی۔ بیس تیس سال میں ہندوستان پاکستان میں پھیل گئی بلکہ بیرون ملک جماعتیں جانے لگیں۔ کم فہم علماء اور شارٹ کٹ جنت کے خواہش مند امراء نے اس جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ باخبر علماء کرام نے مولانا محمد الیاس کو اس بدعت سے باز رکھنے کی کوششیں کیں لیکن مولانا الیاس نے مغلوب الحال اور اپنے غلط سلط خوابوں کی وجہ سے ناصحین کی نصیحت پر کوئی توجہ نہیں دی اور امت کو ایک فتنہ میں مبتلا کر دیا۔ نظریہ جہاد کو اتنا نقصان غلام احمد قادیانی، محمد حسین بٹالوی، سر سید، غلام احمد پرویز اور بے دین طبقہ نے نہیں پہنچایا جتنا نقصان اس بستر بند جماعت نے پہنچایا ہے۔

آج لاکھوں لوگوں کو جہاد سے برگشتہ کر کے عضو معطل بنا دیا ہے۔ اس جماعت کی



بنیادی جذبہ جہاد کو مٹانے کیلئے تھی۔ تبلیغ کا لبادہ تو لوگوں کو پھانسنے کیلئے تھا۔ اگر تبلیغ مقصود ہوتی تو جہاد کے فضائل ان پر فٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جیسا کہ مولانا محمد الیاس اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں "بندہ کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے۔"

حوالہ: دعوت وتبلیغ کے حضرت جی ثالث محمد انعام الحسن جلد اول صفحہ ۵۶۔

تالیف: سید محمد شاہد ناشر مکتبہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارن پور انڈیا۔

پاکستان: مکتبہ الشیخ ۳/۳۶۷ بہادر آباد کراچی۔

ابوالفضل عبدالرحمن رحیم آباد نزد رحمانیہ مسجد کورنگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## تبلیغی جماعت کی مختصر تاریخ، کارکردگی، اثرات، فوائد، نقصانات، اور غلو فی الدین:

تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی کوشش سے وجود میں آئی اور یہ جماعت شدھی تحریک یعنی فتنہ ارتداد کے ردعمل کی وجہ سے شروع ہوئی۔ ۱۹۲۰ء تک ملک کی سیاسی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ ملک کے مسلمہ سیاسی رہنما تھے۔ حضرت مولانا محمود الحسن کی وفات کے بعد مسلمانوں میں کوئی ایسا رہنما نہیں رہا جس کی قیادت پر سب مسلمانوں اور اہل وطن کا اتفاق ہو سکے۔ اسی دوران میں ہندوؤں نے شدھی کے نام سے ایک تحریک شروع کی اور پروپیگنڈہ کیا کہ سلطان اورنگزیب عالمگیر نے مسلمانوں کے آباؤ اجداد کو جبراً مسلمان بنالیا تھا اب جب کہ مسلمانوں کی حکومت نہ رہی لہٰذا ہندوستانی مسلمانوں کو دوبارہ شدھ ہو جانا چاہئے۔ ہندی زبان میں لفظ شدھ کا معنی پاک ہونا ہے۔ یعنی روحانی جسمانی طور پر پاک۔ شدھ کی ضد ملیچھ ہے ہندو مسلمانوں کو ملیچھ سمجھتے ہیں۔

### فتنہ ارتداد:

اس تحریک یعنی فتنہ ارتداد کا اثر ملکانہ میوات کے علاقہ میں سب سے زیادہ ہوا ہزاروں مسلمان مرتد بن گئے علاقہ میوات کے لوگ نام کے مسلمان تھے پورے علاقے میں اسلامی تعلیمات کی کمی تھی مسلمانوں کو اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت سے واقفیت برائے نام تھی



اسلامی عقائد اور اعمال میں پختگی نہ تھی۔ ہندوؤں والے رسم ورواج رائج تھے بہت سے اشخاص کے نام بھی ہندوانہ تھے۔ بہر حال پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور بے چینی کی فضا برپا ہوگئی۔ علماء اسلام اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے سرگرم عمل ہو گئے اخبارات بھی میدان عمل میں کود پڑے۔ مولانا ظفر علی خان کا اخبار ''زمیندار'' نے کافی جوش وجذبہ سے کام کیا بہر حال تقریروں، تحریروں اور مناظروں سے مشرکین کو پسپائی پر مجبور کر دیا اور مسلمانوں کو بیدار کیا۔ لیکن یہ سارا کام وقتی جوش تھا اور صرف تعلیم یافتہ حضرات تک محدود تھا اور تھا بھی غیر منظم طور پر۔

### دارالعلوم دیوبند کی کوشش:

دارالعلوم دیوبند اور اس کے تربیت یافتہ حضرات نے مستقل منظم طور پر تبلیغ کا کام کیا دارالعلوم دیوبند نے ایک علماء کرام کا وفد حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کی سربراہی میں علاقہ میں بھیجا اور جہاں اس کا زور تھا وہاں یہ علماء کرام کا وفد مولانا شمس الحقؒ کی قیادت میں گیا اور آریہ سماج کے بڑے بڑے پنڈتوں کو مناظرے کا چیلنج کیا۔ جب کوئی پنڈت مناظرے کیلئے مقابل آتا اور اسلام کے خلاف اعتراضات کرتا تو حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کا علمی تبحر خوب جوہر دکھاتا اور پنڈت کے اعتراضات کا ایسا مدلل عقلی ونقلی جواب دیتے کہ مقابل کیلئے سوائے فرار کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

### حضرت تھانوی اقدسؒ کی سعی:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی منظم اور دلجمعی کیساتھ کام کیا۔ آپ نے تمام متاثرہ علاقوں میں دورے کئے اور مدلل وموثر انداز میں وعظ کئے۔ مکتب قائم کئے اور اپنے دو خلفاء مستقل وہاں متعین کر دیئے اور جو قائم کردہ مکاتیب کی نگرانی کرتے اور اپنے وعظوں، نصیحتوں کے ذریعے لوگوں کو دین کی طرف مائل کرتے۔ یہ حضرات مسلسل اس علاقہ میں مقیم رہے۔

## حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے والد کے تعلقات :

حضرت مولانا محمد الیاسؒ جن کے اس علاقہ کے لوگوں سے تعلقات مولانا کے والد مرحوم کے زمانہ سے تھے اور مولانا محمد الیاس صاحبؒ اپنے بڑے بھائی کی وفات کے بعد مستقل بنگلہ والی مسجد (بنگلہ والی مسجد غدار ملت دشمن مجاہدین مسلمین انگریز کے جاسوس مرزا الٰہی بخش نے بنوائی تھی۔ غداریٔ قوم کے بدلے جو جائیداد ملی تھی اور جاسوسی کے صلہ میں جو پنشن ملی تھی اس سے مولانا الیاس صاحب کے والد کو تنخواہ ملتی تھی مولانا الیاس صاحبؒ کے والد صاحب اس غدار کے بچوں کو پڑھاتے تھے) میں آگئے تھے یہ مسجد میوات اور دہلی کے راستے پر واقع تھی میوات کے لوگ محنت مزدوری کیلئے دہلی آتے جاتے مولانا الیاس صاحبؒ سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے مولانا صاحب کے میوات کے لوگوں سے دینی مراسم تھے پس آپ نے بھی اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے دل وجان سے کوشش کی آپ نے بہت سے مکتب قائم کئے علماء کرام کے جلسے منعقد کروائے اور خود بھی دورے کئے اور میوات کے لوگوں کو دین سکھانے کیلئے وہاں سے نکال کر دینی مراکز دیوبند سہارن پور وغیرہ لائے تاکہ لوگ دینی ماحول میں رہ کر دین کی تربیت حاصل کریں مولانا الیاسؒ کی جدوجہد نے اس کام میں جان ڈال دی اور ایک منظم جماعتی انداز میں کام کرنے کی طرح ڈالی۔ آپ نے اس وقت کے علماء کرام کے تعاون سے پورے علاقہ میں کام پھیلا دیا۔

## ہندوؤں کی تحریک کی ناکامی :

ہندوؤں کی تحریک تو مولانا الیاسؒ کے کام شروع کرنے سے پہلے ہی ہزاروں افراد دوبارہ مسلمان ہو گئے اور لاکھوں افراد فتنہ ارتداد سے بچ گئے بے نمازی نمازی بن گئے لیکن مولانا موصوف نے کام جاری رکھا اور کام میوات کے علاقہ سے نکل کر ملک کے طول وعرض میں



پھیلنے لگا اور مولانا الیاس ہی کے زمانے میں کام ان کی توقعات سے زیادہ کامیاب رہا۔ اس کا اظہار مولانا الیاسؒ اپنے مرض الموت میں استاذی مکرم حضرت مفتی شفیع دیوبندیؒ سے کیا۔ حضرت مفتی صاحب کسی کام کے سلسلے میں دہلی تشریف لے گئے تھے۔ مفتی صاحب کو معلوم ہوا کہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ بیمار ہیں مفتی صاحب عیادت کیلئے حاضر ہوئے لیکن وہاں جانے کے بعد معلوم ہوا کہ معالجین نے ملقات پر پابندی لگا رکھی ہے حضرت مفتی صاحب نے متعلقین سے کہا میں تو عیادت کیلئے حاضر ہوا تھا لہذا مولانا الیاس صاحب کی جب حالت بہتر ہو تو میرا سلام کہنا اور بتا دینا مفتی شفیع عیادت کو آیا تھا۔ کسی سے مولانا الیاس صاحبؒ سے تذکرہ کر دیا مولانا الیاسؒ نے ایک آدمی مفتی صاحب کو بلانے کیلئے دوڑایا اور وہ مفتی صاحب کو مولانا الیاسؒ کے پاس لے گیا مفتی صاحب نے عیادت کی اور کچھ تسلی کے کلمات کہے لیکن مولانا الیاس صاحب زاروقطار رونے لگے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ میں نے خیال کیا کہ بیماری کی تکالیف سے طبیعت بے چین ہو گئی ہے۔

## حضرت مولانا الیاسؒ کی فکرمندی :

لیکن مولانا الیاسؒ نے فرمایا کہ میں بیماری کی تکلیف سے نہیں رو رہا بلکہ میں دو فکروں کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ مفتی صاحب نے پوچھا وہ فکر کیا ہے؟ مولانا الیاسؒ نے فرمایا ایک فکر تو یہ ہے کہ جماعت بہت ترقی کر گئی ہے کبھی یہ استدراج نہ ہو۔ مولاناؒ خود ایک عالم اور مدرس تھے لیکن جماعتی کام کی وجہ سے کافی عرصہ سے مشغلہ علم ترک ہو گیا تھا اس لئے اس وہم میں مبتلا ہو کر پریشان ہو گئے کہ جماعت کی یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج نہ ہو مفتی صاحب نے فرمایا اس بات کی تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ استدراج نہیں ہے۔ مولانا الیاس صاحب نے فرمایا کہ آپ کے پاس استدراج نہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ مفتی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جن بدبختوں کے ساتھ معاملہ استدراج کرتے ہیں ان کو کبھی واہمہ بھی نہیں گزرتا کہ یہ

استدراج ہے اور آپ کا پریشان ہونا خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ استدراج نہیں ہے۔

## جماعت کے فتنہ بننے کا اندیشہ :

دوسرا فکر جس نے مولانا کو پریشان اور بے چین کر رکھا تھا وہ یہ تھا کہ اس جماعت میں عوام کی کثرت ہے اور علماء کرام کم ہیں کہیں یہ جماعت آگے چل کر فتنہ نہ بن جائے اور اس کا وبال میری گردن پر پڑے۔ حضرت استاذی مکرم مفتی صاحب نے فرمایا یہ فکر تو درست ہے کہ علماء کرام کی شرکت کم ہے اور عوام کی کثرت ہے لیکن آپ کا یہ اندیشہ صحیح نہیں کہ اگر یہ جماعت ایک فتنہ بن گئی (جیسا کہ مولانا الیاسؒ کو فکر تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اور اب یہ جماعت ایک فتنہ بن چکی ہے۔ عبدالرحمٰن) تو اس کا وبال آپکی گردن پر ہوگا کیونکہ آپ نے تو ایک کام نیک نیتی سے شروع کیا ہے۔ (اور اس وقت مفتی صاحب کو مولانا کے خیالات کا علم نہیں تھا) بعد میں اگر خرابی آ گئی تو آپ اسکے جواب دہ نہیں ہیں۔

(بحوالہ تقریر ترمذی از مولانا تقی عثمانی)

## مولانا الیاس کا اندیشہ اب حقیقت بن چکا ہے :

مولانا الیاسؒ کا اندیشہ اب حقیقت بن چکا ہے جماعت کی قیادت اہل علم کے ہاتھ میں نہیں جسکی وجہ سے جماعت غلو فی الدین کا شکار ہو چکی ہے قرآن پاک کی تعلیمات انسانوں کو غور و غوض، فکر و نظر، سوچ و بچار کرنے کی دعوت دیتی ہیں جس سے انسان اوہام باطلہ اور شش و پنج سے یکسو ہو کر یقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ میرے خیال میں بے جا عقیدت مندی کو الگ کر دیا جائے (جو اکثر انسان کے ذوق سلیم اور احساس فطری کو مفلوج کر دیتی ہے۔) تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکثر ذمہ دار حضرات جہاد فی سبیل اللہ کے منکر اور قیام حکومت عادلہ سے گریزاں ہیں سیاست میں نہ صرف یہ کہ عملی حصہ نہیں لیتے بلکہ اسکی مخالفت بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے دعویداروں کو اس



بات کا علم نہیں کہ آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو کام کیا وہ اسلامی ریاست کا قیام تھا اور میثاق مدینہ کے نام سے اسلامی دستور بنایا۔

## تبلیغی جماعت کا جہاد فی سبیل اللہ کی مخالفت کرنا :

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی پوری زندگی قتال فی سبیل اللہ کی تیاری میں گزری۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ جانثار صحابہ کرامؓ نے آپ ہی کی زندگی میں مکمل جزیرۃ العرب میں اسلامی سلطنت قائم کر دی۔ اور آپکے وصال کے ۱۵ سال کے اندر اندر اس دور کی دونوں عظیم سلطنتیں قیصر و کسریٰ کو نیست و نابود کر کے اسلامی حکومت کو وسیع تر کر دیا۔ ایک صدی بھی نہیں گذری تھی کہ تمام عالم میں مسلمانوں کے ٹکر کی سلطنت نہ رہی۔ براعظم ایشیا، براعظم افریقہ اور براعظم یورپ میں اسلام کا نام روشن کر دیا اور ایک عظیم الشان اسلامی حکومت قائم کر دی۔

## تبلیغی جماعت کا اعلان کے برعکس کام :

اس کے برعکس یہ جماعت مساجد میں نماز کے بعد اعلان اکثر اس جملہ کیساتھ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور رسول اللہؐ کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ یہ بات صرف اعلان کی حد تک ہے جماعتی طریق اسکے بالکل برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں صوم وصلوٰۃ کا حکم دیا ہے جس طرح زکوۃ اور حج فرض ہے اسی طرح

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَال

''تم پر (کفار سے) لڑائی فرض کی گئی ہے۔''

يَاَيُّهَا النَّبِي حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَال

ترجمہ: ''اے نبی! مسلمانوں کو لڑائی پر ابھاریں۔'' (یعنی کفار سے لڑنے کا جوش دلائیں)

'' فَقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ. اِنَّ اللّٰه

يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص ''

ترجمہ'': اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جولڑتے ہیں اسکی راہ میں صف باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی۔''

یہ اور اس قسم کی دوسری آیات انکے ذمہ دار عالم اپنے بیانوں میں کبھی ذکر نہیں کرتے ہیں اور یہ گمراہی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ بھی تبلیغ اسی طرح کی بزدلانہ کرتے تھے۔ کسی نے مسجد میں ٹھہرنے دیا تو ٹھہر گئے اور اگر کسی نے انکے لئے مسجد کے دروازے بند کر دیے تو یہ فقیروں کی طرح اگلی مسجد تلاش کریں گے اکثر تو ان بزدلوں کے پاس ایسی مساجد کی فہرست ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ زندگیوں کو اور جانبازی کے کارناموں کو کس طرح اپنے چلوں پر فٹ کرتے ہیں۔ ایک یہی ایسا ناقابل معافی جرم ہے۔ صحابہ کے زمانہ میں ایسے بے عمل اور بے نمازی مسلمان کہاں تھے؟ میں نے صرف قتال کی آیات ذکر کی ہیں جو نا قابل تحریف ہیں ورنہ جہاد فی سبیل اللہ کی آیات یا تو ذکر ہی نہیں کرینگے اور اگر کبھی ذکر کر دیا تو ان آیات کے مطلب میں تحریف کر کے اپنے چلوں پر منطبق کر لیتے ہیں یا آیات کے ترجمہ میں تحریف کر دیتے ہیں تا کہ قتل وقتال کا ذکر بیان میں نہ آئے۔

## غزوات کو مسخ کرنا :

بندہ بطور مثال دو واقعات ذکر کرتا ہے آپ اس سے اندازہ لگائیں۔ (1) مولانا محمد عمر پالنپوری غزوہ بدر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' اس کے بعد پھر بدر کے اندر وہ کارتوس چھوٹا اور اس میں انکے بڑے بڑے چودھریوں کا آپریشن ہوا۔ اور جب انکے زہریلے پھوڑوں کا آپریشن ہوا تو دوسرے لوگ جو تھے وہ کہنے لگے کہ یہ اللہ بڑا ہے۔'' صحابہ کرامؓ نے مشرکین کو قتل کیا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

وَاِذَا غدوت مِنْ اهلک تبوّی ء المومنین مقاعد للقتال



واللہ سمیع علیم.

ترجمہ:'' اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مومنین کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے اور جانتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ مسلمان کفار کو قتل کرنے کیلئے مستعد تھے اور یہ حضرات فرماتے ہیں بڑے بڑے چودھریوں کا آپریشن کیا۔ اگر یہ کہہ دیں کہ صحابہ کرامؓ نے قتال کیا کفار کو قتل کیا تو پھر یہ کیسے کہیں گے کہ صحابہ کرامؓ لڑنے بھڑنے والے نہیں تھے۔ قرآن پاک میں تحریف، احادیث کو مسخ کر دیں، تاریخ کا حلیہ بگاڑ دیں لیکن یہ بھرم قائم رہے کہ صحابہ کرامؓ کی تبلیغ بھی اسی طرح کی تھی۔

## بدر کے قیدیوں کا ذکر حذف :

صحابہ کرامؓ نے بدر میں ستر کفار کو قید کیا ذکر نہیں کیا غزوات کے واقعات کو اس طرح توڑ موڑ کر بیان کرتے ہیں کہ کہیں قتال کا ذکر نہ آجائے۔ انہی مولانا موصوف نے قرآن کریم کی ایک آیت کے ترجمہ میں صراحتاً تحریف کر دی۔ غزوہ احد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی......

''ولقد صدقکم اللّٰہ وعدہ اذ تحسونهم باذنه''

## ترجمہ قرآن میں تحریف :

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں'' اللہ کا وعدہ احد کے اندر بھی پورا ہوا کہ تم آگے بڑھتے چلے جارہے تھے۔'' یہ ترجمہ ہے تحسونهم کا تم قتل کرنے لگے انکو (محمود الحسن) جلالین میں تحسونهم کا ترجمہ ہے تقتلونهم تم انکو قتل کر رہے تھے اور آگے بڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ فعل متعدی کو فعل لازمی کر دیا اور مفعول کو ہضم کر گئے۔ قرآن میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ (بحوالہ کتاب: دعوت تبلیغ جلد اول صفحہ ۱۳۴ مدنی کتاب خانہ کراچی۔)

بہر حال یہ صحابہ کرام کے کارناموں کو مسخ کر کے بیان کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ کی حیات طیبہ کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اگر بیان کریں گے تو ایسے الفاظ استعمال کریں گے جو ان کے یہاں بیان میں مستعمل ہوں۔ (اللہ کے راستہ کی محنت وغیرہ) اصل خرابی کا سبب یہ ہوا کہ اس جماعت کی ابتداء تو دور محکومی میں ہوئی اس قوم و ملک سامراج کے تسلط میں تھا اس وقت جہاد کہیں بھی نہیں ہو رہا تھا اور ملک میں آزادی کی تحریک بھی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک ہندو وکیل چند موہن داس گاندھی جو ایک دجال سے کم نہیں تھا اس نے آہستہ آہستہ سیاست میں مسلمانوں کا تحریک خلافت میں ساتھ دیکر مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے ایک خاص مقام حاصل کر لیا جو بعد میں مسلمانوں کیلئے بڑا نقصان دہ ثابت ہوا۔ اس وقت کسی جماعت کا سیاست سے کنارہ کشی اور جہاد کا ذکر کرنا معیوب نہ سمجھا گیا لیکن بدقسمتی سے ملک تقسیم ہونے اور پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد جماعت کا مرکز بھارت میں رہ گیا اور جماعت کی قیادت ایک سیکولر ملک کے باشندوں کے ہاتھ میں آگئی۔ ایک سیکولر ملک جس میں مسلمان اقلیت میں ہوں وہ نہ تو اسلامی سیاست کے نظام کی بات کر سکتا ہیں اور نہ ہی جہاد کی بات کر سکتے ہیں اس وجہ سے یہ گمراہی آہستہ آہستہ جماعت میں سرایت کر گئی۔

## حضرت مولانا محمد یوسف کی ذکر جہاد سے بیزاری :

جس کا اظہار مولانا محمد یوسف کے ایک بیان سے ہو جاتا ہے (تقسیم ہند کے چند ماہ بعد پاکستان تشریف لے گئے۔) دورہ سے فارغ ہو کر لاہور میں قیام فرمایا۔ جمعہ کا دن تھا اور نیلے گنبد والی مسجد میں آپ (مولانا یوسف) کو خطاب کرنا تھا۔ جماعتیں لاہور اور قرب وجوار کے علاقوں میں گشت کر کے دعوت دے چکی تھیں۔ اس کے نتیجے میں غیر معمولی تعداد میں لوگ آئے اس مسجد میں سیرت کمیٹی پٹی کے بانی عبدالمجید صاحب قریشیؒ ہر جمعہ کو تقریر کرتے تھے۔ ان دنوں ہندوستان کے لاکھوں پناہ گزین (مہاجرین) پاکستان منتقل ہو چکے تھے اور لاہور میں بھی



بکثرت پہنچے تھے۔ قریشی صاحب نے اس صورت حال کے پیش نظر ایک تحریک چلائی تھی کہ (ہر نمازی غازی، ہر غازی نمازی) یعنی ہر نمازی مجاہد بنے اور اس کے قواعد پریڈ کرے اور حکومت کے فوجیوں اور پولیس کے سپاہیوں کو نمازی بنایا جائے۔ اس جمعہ کو قریشی صاحب سے طے ہو گیا تھا کہ آج وہ اپنے پروگرام کے مطابق تقریر نہیں کریں گے بلکہ مولانا یوسف بیان فرمائیں گے مولانا کی تقریر ہوئی اور آپ نے پورے زور شور سے حسب معمول اپنی دعوت پیش کی، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انتہائی متاثر کیا معمول کے مطابق آخر میں دعا کر کے تقریر ختم کر دی قریشی صاحب جو سامنے بیٹھے ہوئے تھے اس خیال سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ مولانا کی تقریر نے لوگوں پر بہت زیادہ اثر کیا ہے اس سے وہ اپنی تحریک کیلئے فائدہ اٹھائیں (نماز کی ترغیب دینا اور جہاد کی ترغیب دینا قریشی صاحب کی تحریک یا یہ اسلام کی تحریک تھی۔ عبدالرحمٰن) چنانچہ مکروفون پر آگئے اور تقریر شروع کر دی اور مولانا کی تقریر کو بنیاد بنا کر لوگوں کو اپنے پروگرام کی دعوت دینے لگے۔

مولانا فوراً کھڑے ہو گئے اور میکروفون اپنی طرف کھینچ کر فرمایا ''جو عذاب معاصی کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض اور اس کے حدود توڑنے کی وجہ سے آرہا ہے اور آنے والا ہے اسے تمہاری قواعد پریڈ بلکہ تمہاری توپیں اور تمہارے بم کے گولے بھی نہیں روک سکیں گے اصل علاج یہ ہے کہ اپنے اندر ایمان پیدا کرو، اللہ کی طرف رجوع کرو صرف یہی چیز تمہیں اور پورے عالم اسلام کو بچا سکتی ہے۔

(بحوالہ سوانح یوسف تالیف سید محمد ثانی حسنی صفحہ ۲۹۹\۳۰۰)

مولانا یوسف جہاد کی بات کیسے برداشت کر سکتے تھے کیونکہ اس جماعت کے پروگرام میں یہ بات شامل ہے قرآن کریم کے اس حکم کی جتنی مخالفت کر سکتے ہو کرو۔

قرآنی حکم یہ ہے......

یَآیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ۔

اور دوسری آیت...... واعدوا لھم ماستطعتم من قوۃ۔ [توبہ: ٦٠]

''اور تیار کرو ان کیلئے لڑائی کے واسطے جو کچھ تم جمع کر سکتے ہو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑے کہ ان سے دھاک بیٹھے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے، نہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑوں کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون ضربیہ کا سیکھنا ورزش وغیرہ کا کرنا سب سامان جہاد ہے اسی طرح آئندہ جو اسلحہ وآلات حرب وضرب تیار ہوں ان شاء اللہ وہ سب آیت کی منشاء میں داخل ہیں یعنی یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھانے کا ایک ظاہری سبب ہے۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۲۳۰۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس تبلیغی جماعت کا امیر اللہ تعالیٰ کے اس صریح حکم کیخلاف ذہن سازی کر رہا ہے اور عبد المجید قریشی کا عمل عین آیت کے مطابق اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے۔

؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید...... ہرگز بمنزل نخواہد رسید

## جہاد سے جان چھڑانے کا مجرب وآسان نسخہ :

جہاد کے خلاف ذہن سازی اس جماعت کا نصب العین ہے۔ اس کی تفصیل بمع ثبوت میں ان شاء اللہ آئندہ ذکر کرونگا۔ یہ تو ابتدائی دور کی ایک مثال ہے جس سے ہر



فہم وفراست رکھنے والا اسلام کا کچھ علم رکھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ ایمان والوں کو ایمان کی دعوت دیکر ایک ایسے چکر میں ڈال دیتے ہیں کہ تمام عمر انکا ایمان باطل سے ٹکرانے کے قابل نہیں ہوتا ایمان کی تکمیل کا نہ کوئی نصاب ہے اور نہ کوئی وقت ہے صرف جہاد سے جان چھڑانے کا مجرب نسخہ ہے۔

## جدید تعلیم یافتہ امیر :

پاکستان میں جماعت کی قیادت اہل علم کے ہاتھ میں نہیں تھی بلکہ جدید تعلیم یافتہ حضرات جماعت کے امیر بن گئے اس لئے یہ جماعت آہستہ آہستہ ایک فتنہ بن گئی ہے پہلے پہل جب کچھ بے اعتدالیوں کا علم ہوا تو علماء حق نے حسن ظن کرتے ہوئے تعاون سے ہاتھ نہ کھینچا اور یہ سمجھا کہ ابھی تک اس جماعت میں خیر کا پہلو غالب ہے لیکن جن علماء کرام نے اس کے قریب رہ کر پوری طرح ناقدانہ جائزہ لیا تو معلوم ہوا اس جماعت کی ابتداء ہی غلط تھی اور بدعت تھی۔ اب علماء کرام کو چاہئے کہ جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف اور صرف دین حق کی خاطر اس فتنہ کی سرکوبی واضح الفاظ میں کریں کیونکہ یہ فتنہ روز بروز ترقی پر ہے باقاعدہ فرقہ ضالہ بننے سے پہلے پہلے اسکی اصلاح کی کوشش کریں کیونکہ عملاً تو یہ ایک فریق بن کر امت کے سواد اعظم سے الگ ہو چکی ہے اعلان باقی ہے۔

## علماء کرام کی بے خبری وخوش اعتقادی :

لوگوں اور خاص طور پر علماء کرام کی بے خبری اور خوش فہمی کا عالم یہ ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جماعت دین کی تباہی اور بربادی کا کام کر رہی ہے تو اکثر ظاہر بین حضرات کہتے ہیں یہ تو جماعت پر ایک بہتان ہے اور تبلیغی جماعت کے کام سے ناواقفیت ہے بلکہ دین کی دشمنی ہے وہ جماعت جو بلا غرض وطمع لوگوں کو دین کی تعلیم دے رہی ہو، اپنا خرچ کر کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ،

ملک ملک دین کا کام کر رہی ہو سینکڑوں علماء کرام اور ہزاروں کارکن تمام سال مصروف کار رہتے ہیں۔ جس جماعت کے کارکن دنیا کے تمام ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کیلئے سرگرم عمل ہوں انکے متعلق ایسا گمان کرنا درست نہیں بلکہ صریح غلط فہمی ہے۔ جماعت کے کام سے بے خبری یا حسد وعناد اور دین دشمنی ہے۔

اس جماعت نے لاکھوں اشخاص کی زندگیاں بدل دیں، لاکھوں انسانوں کو معاصی کی دلدل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے راستے پر لگادیا، بے شمار افراد کو نمازی بنادیا ہزاروں گناہگاروں کو توبہ تائب کراکے صحیح مسلمان بنادیا اس عظیم الشان کام کا یہ صلہ ہے کہ کہا جائے یہ جماعت دین کی تباہی کیلئے کام کر رہی ہے۔ کسی طرح سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہر سال رائیونڈ اور بنگلہ دیش میں لاکھوں مسلمانوں کا روح پرور اجتماع مثالی نظم وضبط ہے نہ شور وغل اور نہ انتظام کیلئے حکومت ،انتظامیہ اور پولیس سے تعاون کی درخواست سب سے بے نیاز اپنے تبلیغی لٹھ بردار کارکنوں کے انتظام سے منعقد کرتے ہیں۔ ہر سال ہزار سے زیادہ جماعتیں ملکی وغیر ملکی دوروں پر ایک چلہ، دو چلہ، تین چلہ، سال اور کچھ تمام عمر کیلئے ''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں'' نکل کر اپنا کھانے کیلئے اپنا خرچ کرتے ہیں اور شب وروز دین کا کام کرتے ہیں ایسا دینی کام تخریب دین کیسے ہوسکتا ہے؟

## مغالطہ کے اسباب :

واقعی بظاہر جو شخص بھی ان کے یہ کارنامے دیکھے گا یا سنے گا اور دین اسلام کے نظام سے واقف نہ ہوگا اس کیلئے یہ یقین مشکل ہے کہ یہ جماعت دین کی تباہی کیلئے کام کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ہزاروں دین کا سطحی علم رکھنے والے اور نصابی سند یافتہ علماء کرام ان کے جال میں پھنس کر تیلی کے بیل کی طرح بے علم ''مبلغوں'' کی قیادت میں گھوم رہے ہیں۔

## حق اور باطل میں تمیز کا اصول :

سب سے پہلی بات تو یہ سمجھ لیں کہ کسی جماعت کا اعلیٰ نظم ونسق اور اعلیٰ کارکردگی اور



اس کے کارکنوں کا اپنی جماعت سے مخلص ہونا اور روز بروز ترقی کرنا اس جماعت کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں۔ اس لئے کہ جو واقعات ذکر کئے جاتے ہیں وہ محض واقعات ہیں اس زمانہ میں بے شمار باطل جماعتیں ان سے بھی زیادہ منظم طریق پر کام کر رہی ہیں۔ مثلاً قادیانی بڑے منظم طریقہ سے پوری دنیا میں اسلام کے نام سے کفر پھیلا رہے ہیں اور عیسائی مشنریاں تو بہت ہی منظم طریقہ سے گمراہی اور بے حیائی پھیلا رہی ہیں۔ عیسائی مشنریاں تعلیم، علاج معالجہ اور فلاحی کام کی آڑ میں اپنا کام کرتی ہیں۔ تینوں کا یعنی لوگوں کو تعلیم دینا، بیماروں کا علاج کرنا اور ضرورتمندوں کی ضرورت میں کام آنا کتنا اچھا کام ہے لیکن انکی غرض تو صرف اپنے مذہب کا فروغ ہے۔ یہ کام تو دنیا کیلئے پردہ ہے فلاحی کام ان کا مقصد نہیں بلکہ یہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔

## فرائض کی اہمیت ختم کرنا :

اصل حقیقت جماعت کا کام اور عقیدہ دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے اگر عقیدہ میں انحراف ہو یا بعض فرائض کی اہمیت یا فرضیت ختم کرنے کی کوشش کی جائے چاہے دانستہ طور پر یا غیر دانستہ طور پر ہو تو اس گمراہی کے فروغ کو صرف یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کرسکتے یہ تو لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دیتے ہیں بے نمازیوں کو نمازی بناتے ہیں۔ یہ ایک فریب ہے اور کم علم علماء بھی انکے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے علماء کرام عدم واقفیت اور حسن ظن کی بنا پر مغالطے میں رہتے ہیں۔

## منکرین زکوۃ سے قتال :

جو لوگ تاریخ اسلام پر نظر رکھتے ہیں انکے علم میں یہ حقیقت یقیناً ہوگی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکر زکوۃ سے قتال کرکے اسلام کی حقیقت واضح کردی کہ دین اسلام مکمل کامل مجموعہ کا

نام ہے اسکے بعض اجزاء پر عمل کرنا اور بعض کو چھوڑ دینا دینداری نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰؓ نے خارجیوں سے قتال کر کے واضح کر دیا کہ عقائد کے بغیر اعمال کی کوئی حقیقت نہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ خارجی ظاہری اعمال اور گناہوں کے اجتناب میں تبلیغی جماعت کے افراد سے بہت بڑھے ہوئے تھے وہ گناہ کبیرہ کو کفر تصور کرتے تھے لیکن سب اعمال کے باوجود مسلمانوں نے انکو امت سے خارج کر دیا۔ اگر یہ بدعتی جماعت کہ جس نے جہاد، امر بالمعروف نہی عن المنکر، سیاست اور تفہیم القرآن کو صرف نصاب سے ہی خارج نہیں کیا بلکہ اس کی بھرپور مخالفت کرتی ہے اسکے باوجود اگر یہ دین کیلئے محنت کرنے والی جماعت ہے تو پھر دین کو مٹانے والی جماعت کونسی ہے؟

## حق اور باطل کی نشان دہی:

ابتدائے آفرینش سے اب تک اہل حق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کا باطل سے ٹکراؤ ہوتا ہے حق اور باطل کا معرکہ ہمیشہ جاری رہا ہے اور جاری رہے گا۔ ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ باطل کسی حق پر عمل پیرا جماعت کا مخالف نہ ہو۔ باطل ہمیشہ حق کا دشمن رہا ہے اس بات کا قرآن کریم شاہد ناطق ہے۔ علاوہ ازیں حضور اکرم نے جب اعلان نبوت کیا تو تمام عرب اور خاص طور پر مشرکین مکہ دشمن بن گئے اور اہل اسلام پر عرصہ حیات تنگ کر دیا مشرکین مکہ نے جو تکلیفیں مسلمانوں کو دیں ان سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آخر کار مسلمانوں نے تنگ آ کر اپنے وطن مالوف کو خیر آباد کہہ کر ہجرت کی پہلے حبشہ میں اور بعد میں مدینہ منورہ میں ہجرت کی۔ اہل باطل نے حق والوں کا تعاقب حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ کیا لیکن دونوں جگہ باطل خاسر و خائب ہو کر نامراد لوٹا۔ اس کے برعکس نام نہاد تبلیغی جماعت کیلئے تمام غیر مسلم ملکوں کے دروازے کھلے ہیں مسلمانوں کے ایک نمبر دشمن ملک بھی تبلیغی جماعت کے افراد کو ویزا دینے میں فراخ دل ہیں اسکا کوئی غیر مسلم ملک دشمن نہیں۔ اگر یہ جماعت اسلام کی دعوت دے تو کوئی ملک



اسکو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دے۔

## مغربی ممالک کی آلہ کار:

مغربی ممالک اور خاص طور پر امریکہ جانتا ہے کہ یہ جماعت دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ہمارے مقاصد اور مفاد کیلئے کام کر رہی ہے اس جماعت کی پاکستان میں قیادت شروع ہی سے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے ہاتھ میں رہی ہے جنکی دینی معلومات برائے نام ہوتی ہیں اور بصیرت تو برائے نام بھی نہیں ہوتی اس لئے باطل کیلئے تر نوالہ ثابت ہوئے۔ ایک حالیہ واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جس سے آپ اس بات کا اچھے طریقے سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اسلام دشمن افراد کس طرح آسانی سے پوری جماعت کو یرغمال بنا سکتے ہیں ایک ریاض نامی شخص جو قادیانی (بندہ کی معلومات کے مطابق) تھا مسلمان کا بھیس بدل کے امریکہ سے رائیونڈ مرکز میں آتا ہے اور آہستہ آہستہ حاجی عبدالوہاب کے قریب ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ میں حاجی عبدالوہاب کی آنکھ کا تارہ بن جاتا ہے اور پھر غیر محسوس طور پر عبدالوہاب پر اتنا غلبہ حاصل کر لیتا ہے کہ حاجی عبد الوہاب اسکی پالیسی پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں (بندہ کی معلومات کے مطابق) مجلس شوریٰ پریشان ہے انکی بات نہیں سنی جاتی ہے کیونکہ شوریٰ بھی ایسے حضرات پر مشتمل ہے۔ انہوں نے خیال کیا کہ حاجی عبدالوہاب پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اس کا علاج یہ تجویز کیا کہ پچاس کارکنوں کی ڈیوٹی لگادی کہ نوافل پڑھیں۔ ہر وقت پچاس افراد نوافل میں مصروف رہیں ایک کارکن اگر کسی حاجت کیلئے جائے تو دوسرا اسکی جگہ لے لے۔ یہ تو اس جماعت کی بصیرت ہے کہ ایک فرد نے سب کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کر لیا۔ آخر کار جب زیادہ کشمکش ہوئی اور ریاض نے سمجھا شائد میرا بھید کھل جائے تو واپس امریکہ چلتا بنا۔

(''دروغ برگردن راوی'' جو تبلیغی جماعت کا کارکن ہے۔)

## جماعت کی گمراہیاں :

اس جماعت میں مندرجہ ذیل خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔

(1) کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا مطلب اور مقصد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے۔ یہ مقصد غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے۔ اس سے شان اُلوہیت کی تنقیص اور شریعت محمدی ﷺ پر بہتان ہے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت انکی سمجھ میں نہیں آئی اور عبرت ناک اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ جماعت کی قیادت غیر علماء کے ہاتھ میں ہے اور بلا سوچے سمجھے ایسے جملے گھڑتے رہتے ہیں اور اس چیز کا خیال نہیں کرتے کہ یہ بات عقائد کے خلاف ہے۔ ان بے علم اور بے بصیرت لوگوں نے قضاو قدر اور امر تکوینی اور حکم شرعی کو ایک سمجھ لیا اور اس بات کی تبلیغ کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین۔ اس جملے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ مخلوق جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے وہ نافرمانی نہیں ہے جب مخلوق اللہ تعالیٰ کے امر و حکم سے کام کرتی ہے تو پھر نافرمانی کہاں رہی؟ تمام اعمال بد بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور امر سے سرانجام پاتے ہیں۔ ان حضرات کی مراد چاہے کچھ ہو ظاہر الفاظ ایک غلط نظریہ کی تبلیغ ہے۔ شریعت میں ہمیشہ ظاہری الفاظ کے مفہوم پر حکم لگایا جاتا ہے صرف کسی پر کفر کا حکم لگانے کا استثناء ہے کفر کا حکم لگانے میں از حد احتیاط کی ضرورت ہے اگر کسی کا کلام بظاہر کفریہ ہو لیکن اس کلام کا کوئی محمل درست ہو تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگائیں گے البتہ صاحب کلام اپنے ظاہری الفاظ سے کفریہ مطلب مراد لے تو پھر تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

## امت کے علماء حق کے فتاویٰ سے بے اعتنائی :

(۲)...... پہلے یہ ہوتا تھا کہ تمام مسلمان مسائل کیلئے اہل فتاویٰ سے رجوع کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کا فتویٰ کیلئے رجوع اہل فتویٰ کی طرف ہوتا ہے لیکن اس جماعت میں یہ گمراہی سرایت



کر چکی ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ تبلیغ والوں کو فتویٰ صرف ان علماء سے لینا چاہئے جو تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں یعنی بریں دانش مفتیوں سے۔

(۳)...... اس جماعت نے شرعی احکام سے انحراف کر کے یہ ذہن بنالیا ہے کہ مروجہ تبلیغ ہر فرد پر فرض اور ضروری ہے۔ جبکہ مروجہ تبلیغ بدعت سیئہ ہے اور اس سے پرہیز لازمی ہے۔ ہر وہ دینی کام بدعت ہے جو اپنے مقام سے تجاوز کر جائے اس تبلیغ کو ہر فرد پر فرض قرار دینے کی وجہ سے یہ بدعت بن گئی ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ جس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ اس تبلیغی کام کو جہاد قرار دینا اور اصل جہاد سے اعراض کرنا بدعت ضالہ نہیں تو اور کیا ہے؟

## درس قرآن مجید کی سخت مخالفت :

(۴)...... اس جماعت کے ذمہ دار حضرات درس قرآن کے سخت خلاف ہیں۔ اپنے زیر انتظام مساجد میں (بندہ کے علم کے مطابق) قرآن کریم کا درس نہیں ہونے دیتے اور جس مسجد پر مکمل طور پر ان کا تسلط نہ ہو وہاں بھی درس قرآن کو بند کرانے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات کوئی سنی سنائی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اب تو کتابوں میں بھی اس کا ذکر آگیا ہے مثلاً مفتی محمد اسماعیل صاحب اپنی کتاب ''اصلاح خلق کا الٰہی نظام'' میں لکھتے ہیں......

''متعدد جگہ یہ دیکھنے سننے میں آتا رہتا ہے کہ اہل حق میں سے کوئی عالم دین درس قرآن یا عمومی وعظ کہنے کو آئے اور جماعتی احباب وہاں کتاب پڑھتے ہوں تو اس وقت بھی وہاں کتاب پڑھنے پر ضد کی جاتی ہے (اہتمام تو ٹھیک ہے مگر یہ التزام تو غلو اور غلط ہے۔) اور پھر کتاب پڑھ کر اکثر چل دیئے دوسرے عام لوگ درس قرآن اور وعظ سننے کو بیٹھے مگر یہ حضرات تقریباً چلے ہی گئے الا ماشاء اللہ محض اس بنا پر کہ یہ عالم ہماری جماعت میں نہیں آتے جاتے۔ یہ کس قدر خطرناک ذہنیت اور غلو ہے۔ (صفحہ ۷۳)

(۵)...... متعدد مساجد میں جہاں علماء کرام روزانہ درس قرآن دیتے ہیں جماعتی احباب اس

کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح قرآن کا درس بند ہو جائے اور درس قرآن کی بجائے فضائل اعمال کی کتاب پڑھی جائے ۔ (اللہ تعالیٰ کی کتاب پر کسی انسان کی کتاب کو ترجیح دینا گمراہی وضلالت کا انتہائی درجہ ہے لیکن اس جماعت کے کارکن یہ جرم دیدہ دانستہ کرتے ہیں جہالت کی بنا پر جرم بھی نہیں سمجھتے ۔)

## اختلاف کا بہانہ :

بعض مسجد میں اختلاف کا بہانہ بنا کر اور کوشش کر کے قرآن کا درس بند کرا دیا گیا (ایسے تین واقعات تو بندہ کو معلوم ہے) اس جماعت کے افراد کہتے ہیں کہ مضامین قرآن سے کفر وشرک کے مسائل اور منکرات کی بحثیں شروع ہو جاتی ہیں جن سے جوڑ کی بجائے توڑ پیدا ہوتا ہے بس کتاب (فضائل اعمال) کی تعلیم کافی ہے ۔ (صفحہ ۴۷ کتاب مذکورہ)

## امامت کیلئے نئی شریعت :

(۶)...... کسی بھی جامعہ کا فاضل قاری، عالم اور کسی بزرگ اور شیخ سے اسکا تعلق بیعت ہو تو جماعتی احباب اسے اپنی مسجد یا مدرسہ میں جگہ دینے کو تیار نہیں ہوتے جب تک اس نے چلہ، تین چلے یا ایک سال جماعت میں نہ لگایا ہو اور کئی سال سے کام کرنے والے علماء کرام یا قاری صاحبان کو صرف اس بنا پر جواب دے دیا گیا کہ چونکہ آپ جماعت میں نہیں جاتے اور ہماری جماعت کے مدرسے کے پڑھے ہوئے عالم یا قاری صاحب (حالانکہ جو عالم اس جماعت میں تین چار چلے لگائے اور اس جماعت سے متفق ہو جاتا ہے تو ایسے عالم کی اقتداء میں نماز ہوتی ہی نہیں کیونکہ بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔ عبدالرحمٰن) آ گئے ہیں لہذا آپ چلے جائیں ۔

(حوالہ کتاب مذکورہ صفحہ ۴۷) گویا شرائط امام کا اپنی طرف سے اضافہ کر کے شارع بن گئے ۔



## ایک گمراہ کن نظریہ :

(۷)...... ایک گمراہ کن نظریہ اس جماعت کا یہ ہو چکا ہے کہ دعوت کا عمل فرض عین اور انبیاء کے طریقہ کے مطابق ہے ۔ تبلیغ اور دعوت سے کیا مراد ہے بلا تفصیل اسکو فرض عین قرار دینا گمراہی ہے کفار کو تبلیغ کرنا اس بارے میں بحث تو ہو سکتی ہے کہ کفار کو دعوت دینا فرض عین ہے یا فرض کفایہ لیکن مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کیلئے سفر کرنا، جماعت بنانا اور مخصوص ایام کی پابندی کرنا عام لوگوں پر کیسے فرض ہو سکتا ہے جبکہ حضور اکرمؐ نے اپنے قول وفعل میں اسکا فیصلہ فرمایا ہے......

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة"

ترجمہ: بقدر ضرورت علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے ۔

اپنے زیر اثر لوگوں کیلئے ہر مسلمان پر فرض ہے جو حکم ربانی ہے......

"یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا"

اسی طرح ایک اور حدیث فیصلہ کن ہے جس سے اس جماعت کے افراد بے خبر ہیں یا دانستہ اعراض کرتے ہیں ۔ وہ فرمان رسول ﷺ یہ ہے...... "عن ابن عمر منہا قال سمعت رسول اللّٰہ یقول کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا وَمَسْئُوْلَۃٌ عَنْ رَعِیَّتِھَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِیْ مَالِ سَیِّدِہٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ . متفق علیہ ۔"

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تو مسلمانوں پر فرائض حلال اور حرام کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کی ذمہ داری ہر مسلمان پر اور اس پر ڈالیں جو اسکا راعی ہے اسکو ذمہ دار ٹھہرائیں اور یہ احباب خود ساختہ طریق کار کو فرض عین کا درجہ دیں ۔ یہ عین گمراہی اور اپنے منصب سے تجاوز ہے ۔

## مروجہ طریقہ تبلیغ کو ضروری سمجھنا :

اس مروجہ طریق کار کو کس قدر ضروری سمجھتے ہیں اسکا اندازہ اس واقعہ سے اچھی طرح ہو جاتا ہے کہ جماعت کے ایک ذمہ دار عالم اور مبلغ مولانا محمد عمر پالنپوریؒ بیان کرتے ہیں......

''اس نعمت کو ہم لیکر مراکش گئے تو ایک مراکشی نے میرا دامن پکڑا اور چیخیں مار مار کر رو دیا اور یوں کہا کہ اے ایشیا کے مسلمانوں تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے؟ تمہارا دامن ہوگا اور ہمارا ہاتھ ہوگا ہم خدا سے شکایت کریں گے کہ چالیس سال سے دین کا کام ان کے پاس پہنچا لیکن یہ ہمارے پاس لے کر نہیں آئے ہمارے باپ دادا جو بے دینی کی حالت میں مر گئے ارے ان کا کیا حال ہوگا کس قدر بے حال ہو کر وہ چیخیں مار مار کر روتا تھا۔ (بحوالہ کتابچہ'' کامیابی کیا ہے'' شائع کردہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی صفحہ ۸۴۔)

اس گمراہ کن بیان کا صاف مطلب ہے کہ چالیس سال پہلے ایشیا میں دین کا کام نہیں تھا یا اس جاہل مراکشی کو علم نہیں تھا۔ مولانا محمد عمر پالنپوریؒ کو اسکی اصلاح کرنی چاہئے تھی اگر چالیس سال پہلے ایشیا میں دین کا کام نہیں تھا تو مولانا الیاسؒ نے دین کہاں سے حاصل کیا؟ خود مولانا محمد عمر پالنپوری نے دین کا کام اور دین کا علم کہاں سے حاصل کیا؟

علماء کرام اور دیو بند کے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ دین کا کام نہیں کرتے تھے دین کا کام صرف مولانا الیاسؒ کرتے تھے۔ کتنی بڑی جہالت کو یہ جماعت دین کے پردے میں فروغ دے رہی ہے۔ اسی طرح بقول مراکشی چالیس سال پہلے جو ایشیا میں فوت ہو گئے وہ بے دینی کی حالت میں مر گئے۔ کوئی ٹھکانہ ہے جہالت کا؟ کہ جماعت کا ایک ذمہ دار عالم کیسی بے دینی پھیلا رہا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس مروجہ تبلیغ کو پوری دنیا میں پہنچائیں ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو ہمارا گریبان ہوگا اور لوگوں کے ہاتھ ہونگے۔ تبلیغی جماعت کے ذمہ دار تو اقراری مجرم ہیں کیونکہ



پوری دنیا تو در کنار یہ تو اپنے ملک، اپنے شہر، اپنے محلہ بلکہ اپنے ہمسایہ غیر مسلم کو بھی دین کی دعوت نہیں دیتے وہ اپنی دعوت غیر مسلموں میں نہیں پھیلاتے بقول ان کے قیامت کے دن ایک غیر مسلم ان تبلیغی جماعت والوں کا گریبان پکڑ کر رب العزت سے فریاد کریگا کہ دین کی دعوت لے کر دنیا میں ان کے پاس گھومتے رہے جو پہلے ہی اس دعوت کو قبول کر کے ایمان لا چکے تھے۔ کتنا بڑا ظلم ہے دعوت کا جو مستحق تھا اس سے اعراض کر لیا اور جو ایمان لا چکے ہیں ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

یہ کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے؟ کہتے ہیں دعوت و تبلیغ انبیاء والا کام ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ دعوت و تبلیغ انبیاء والا کام ہے لیکن نبیوں کی دعوت اور تبلیغ سے ان کو کیا نسبت؟ انبیاء کفار کو تبلیغ کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ میں کفار کو تبلیغ کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں یہی دعوت و تبلیغ مسلح لشکر کشی کے ذریعے کے ہوتی تھی آپ ﷺ یا صحابہ کرام فوج لے کر جاتے اور ان کو دعوت اسلام دیتے اگر اسلام قبول نہ کرتے تو جزیہ کی دعوت دیتے اگر دونوں باتیں کفار قبول نہ کرتے تو ان کیساتھ قتال کرتے۔ حضور اکرم ﷺ نے کبھی مسلمانوں میں تبلیغی گشت نہیں کیا اور نہ صحابہ کرامؓ نے ایسا کام کیا۔ اس خیر القرون میں بے عمل مسلمانوں کا وجود ہی نہیں تھا اس دور میں منافقین بھی نماز، روزہ کے مومنین کی طرح پابند تھے۔ جب بے عمل مسلمانوں کا وجود ہی نہیں تھا تو یہ کام نبیوں والا، صحابہ کرامؓ والا کیسے ہو گیا؟ یہ خیر القرون پر ایک بہتان ہے کہ اس دور میں بھی ایسے بے نمازی مسلمان ہوتے تھے۔

## خیر کا پہلو غالب، بے خبری کا عالم :

اتنے بہتان، غلط نظریات اور گمراہی کی تبلیغ کے باوجود علماء کرام کا یہ کہنا کہ اس جماعت میں ابھی تک خیر کا پہلو غالب ہے اس بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے

جماعت کے نظریات کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ مثلاً مذکورہ مثال کہ چالیس سال سے دین کا کام ان کے پاس پہنچا۔ سوال یہ ہے کہ کہاں سے پہنچا، کس نے پہنچایا، کس کے پاس پہنچا؟

اس طرح تو مولانا محمد الیاسؒ کا درجہ کہاں پہنچا دیا بندہ تو اس کے تصور سے لرزتا ہے۔ یہ غلو فی الدین کی بدترین مثال ہے۔

## مولانا الیاسؒ الہامی نبی تھے :

اسی پس منظر میں اس سوال اور جواب کا مطالعہ کیجئے۔

## ایک تبلیغی دوست کی تقریر :

سوال: یہاں پر ایک تبلیغی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

۱)...... نبوت ختم ہو چکی لیکن کار نبوت باقی ہے اسکی تکمیل سارے مسلمانوں پر ضروری ہے۔

۲)...... حضرت مولانا الیاسؒ صاحب دراصل الہامی نبی تھے انبیاء پر وحی آتی تھی لیکن مولانا الیاسؒ صاحب ایسے نبی تھے جن کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا گویا الہامی نبی تھے۔

۳)...... مشورہ دراصل وحی کا بدل ہے جس طرح انبیاء کے مسائل وحی سے اللہ تعالیٰ شانہ حل فرما دیتے تھے اسی طرح مشورہ بمنزل وحی کے ہے یعنی وحی کا بدل ہے۔ آپ ان باتوں کی تشریح فرما دیں تاکہ مغالطے دور ہوں۔

الجواب: حامداً مصلیاً

۱)...... اتنی بات تو صحیح ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش نہیں اور جس مقصد کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا گیا تھا وہ مقصد باقی ہے اور قیامت تک رہے گا اسکو پورا کرنا حسب استعداد وصلاحیت امت کے ذمہ لازم ہے جس کیلئے آیات واحادیث بکثرت شاہد ہیں۔



۲)...... حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو نبی کہنا درست نہیں۔ نہ الہامی نبی نہ کسی اور قسم کا نبی۔ ایسے عنوانات سے بہت غلط فہمی ہوتی ہے اس لئے کلی احتراز واجب ہے۔ اس پر بھی کوئی دلیل شرعی قائم نہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا اگر مولانا مرحوم حیات ہوتے تو ہرگز ہرگز ایسی باتوں کی اجازت نہ دیتے بلکہ سختی سے روک دیتے۔

۳)...... مشورہ شریعت اسلامیہ میں بہت مفید اور اہم ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی تاکید آئی ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ پر وحی آتی تھی لیکن مشورہ کا وہاں بھی حکم تھا۔ مشورہ سے اگر کوئی بات طے ہو جائے تو اس میں خیر و برکت ہے اگر مشورہ میں کچھ کوتاہی رہی تو اسکی اصلاح وحی سے ہو جاتی تھی۔ اب وحی بند ہے۔ اشاعت وحفاظت دین کیلئے کسی ایک شخص کی رائے پر اعتماد نہیں ہوتا اس لئے مشورہ کرنا بہتر ہے۔ وحی قطعی چیز ہے جس میں شبہ اور غلطی کا احتمال نہیں، مشورہ میں غلطی اور شبہ کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں، ہاں خدائے پاک کی رحمت ضرور مشورہ میں شامل رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۰/۸۵ھ الجواب صحیح بندہ نظام دین۔ (فتاوی محمودیہ ج۱۱ص ۶۶ تا ۷۰)

قارئین کرام آپ نے سوال وجواب ملاحظہ فرمائے۔ اے ایشیا والوں چالیس سال سے دین کا کام ان کے پاس پہنچا لیکن یہ ہمارے پاس لے کر نہیں آئے ہمارے باپ دادا جو بے دینی کی حالت میں مر گئے ان کا کیا حال ہوگا؟ یہ بات جماعت کا ایک ذمہ دار مبلغ مولانا محمد عمر پالنپوری کہہ رہا ہے بلکہ اب کتابچہ کی صورت میں شائع کر دی گئی ہے اور جماعت کے مرکز کے قریب سے شائع ہوئی ہے۔ دوسرا نامعلوم مقرر مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو الہامی نبی قرار دے رہا ہے جسکی تردید میں جماعت کی طرف سے کوئی بیان جاری نہیں ہوا۔ کیونکہ سائل نے سوال تو اپنے لئے یا اپنے علاقہ کو گمراہی سے بچانے کیلئے کیا۔ ظاہر ہے تبلیغی صاحب تو گمراہی یا کفر بک کر چلے گئے اس پر حضرت مفتی صاحب کے فتوٰی کا کیا اثر ہوگا؟ یہ تو مفتی صاحب کو چاہئے تھا

کہ فوری طور پر تبلیغی مرکز کو لکھتے اور تبلیغی مرکز ایسے بیانات کی روک تھام کرتا اور ایسے بیانات سے اپنی برأت ظاہر کرتا لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت مفتی صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائیں کیا جواب سوال کے مطابق ہے؟ مثلاً جس مقصد کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا گیا تھا وہ مقصد باقی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کفار کو دعوت ایمان دینے کیلئے مبعوث فرماتے تھے حضور اکرم ﷺ کو حسب سابق کفار میں مبعوث کیا۔ تو کیا یہ جماعت کفار کو ایمان وتوحید کی دعوت دے رہی ہے کہ انبیاء والا کام کر رہے ہیں؟

## دعوت وتبلیغ کی ضرورت :

یہ جماعت بھی دعوت وتبلیغ کی ضرورت اور ثبوت کیلئے انہی آیات سے عوام کو فریب دیتی ہے لیکن اس جماعت کی تمام تگ ودو مسلمان عوام میں منحصر ہے اور اس امت کا مقصدِ بعثت جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیغام میں فرمایا

''کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ'' (۳/۱۱۰)

ظاہر بات ہے لوگوں کے فائدہ کیلئے مبعوث کی گئی ہے۔ انسان کے فائدے دو قسم کے ہیں۔ دنیاوی فائدہ اور اُخروی فائدہ منحصر ہے ایمان پر۔ اسلئے اس آیت کریمہ سے امت مسلمہ کو مبعوث کرنے کے دو مقصد ہیں۔ غیر مسلموں کو ایمان کی دعوت دینا لیکن دعوت کا طریقہ خود ساختہ نہ ہو بلکہ اسوہ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کے مطابق کفار پر مسلح لشکر کشی کی جائے۔ دعوت قبول نہ کرنے کی صورت میں جزیہ کی دعوت اور یہ بھی قبول نہ کریں تو ان سے قتال کیا جائے۔ آیت کے دوسرے جز ''تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر'' کا زیادہ تر تعلق مسلمانوں کا آپس میں ہے۔ امت مسلمہ مل کر ایسا نظام قائم کریں جو یہ فریضہ سرانجام دیں۔ بہر حال تبلیغی جماعت یہ دونوں کام نہیں کر رہی ہے تبلیغی جماعت کے سابق امیر مولانا



انعام الحسنؒ نے لاکھوں کے اجتماع میں اعلان کیا کہ ہم ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' نہیں کرتے اور نہ ہم اس کے مکلّف ہیں۔ (بحوالہ البنوریہ حضرت جی نمبر صفحہ ۳۵۰۔ نیز احوال وآثار حضرت مولانا انعام الحسن نمبر صفحہ ۵۲۰) کفار کو بھی یہ دعوت نہیں دیتے۔ سوانح یوسفی میں صاف لکھا ہے کہ غیر مسلموں میں ہم دعوت کا کام نہیں کرتے ہیں۔

## جماعت کا منصوبہ :

اب یہ جماعت ایک منصوبے پر بڑی رازداری سے عمل پیرا ہے۔ وہ یہ کہ مساجد پر قبضہ کر کے اپنے مطلب کا عالم جسکی یہ ذہنی تطہیر (Brain Wash) کر چکے ہوں اسکو امام رکھتے ہیں کئی ائمہ مساجد انکے آلہ کار بن چکے ہیں۔ مساجد پر قبضہ کرنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو ان علماء کرام کو کھپانہ ہے جنکی یہ ذہنی تطہیر کر چکے ہیں جو رہٹ کے اونٹ کی طرح آنکھیں بند کر کے ایک سال تک ان بے علم مبلغوں کی قیادت میں گھومتے رہے ہوں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ کہیں سے جہاد کی آواز اور قرآن کی صدا نہ اٹھے اور عوام میں انکا بھرم قائم رہے اور عوام سادہ لوح انکو ملتے رہیں۔

## چلوں کا نصاب، عالم اور غیر عالم میں فرق :

اس جماعت میں ایک خرابی یہ ہے کہ عوام غیر عالم اور جدید تعلیم یافتہ افراد کیلئے تین چلے لیکن عالم کیلئے ان کا نصاب ایک سال ہے اور اسکی وجہ ظاہر ہے عوام کورے ذہن کیساتھ شامل ہوتے ہیں انکو جماعت کے مقاصد، سیاست اور جہاد سے متنفر کرنا آسان ہوتا ہے اس کے برعکس علماء کرام کو اتنی آسانی سے قائل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سمجھدار عالم تو کبھی انکے فریب میں آئیگا ہی نہیں جس طرح مولانا محمد یوسف بن محمد الیاسؒ اور مولانا انعام الحسنؒ فارغ ہونے کے بعد سات سال تک باوجود والد صاحب اور دیگر علماء کرام کی کوشش کے باوجود ایک

دن بھی تبلیغی جماعت میں نہیں گئے۔

## حضرت مولانا یوسف اور مولانا انعام الحسن ؒ کو تبلیغ میں لگانا :

حضرت مولانا محمد یوسف اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقد ہما امیر تبلیغ شروع میں جماعت تبلیغ کی طرف زیادہ متوجہ نہیں تھے علمی انہماک زیادہ تھا، حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ نے حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کو ہی مقرر فرمایا کہ انکو تبلیغ کی طرف متوجہ کریں (کیونکہ خود تو کوشش کر چکے تھے۔ عبدالرحمٰن) چنانچہ حضرت (مولانا محمود حسن گنگوہی) والا قدس سرہ نے تدبیر وحکمت کیساتھ مختلف مجالس میں گفتگو فرمائی اور اشکالات اور شبہات کو دور فرمایا اور ہر دو حضرات کو تبلیغ کی طرف متوجہ فرمایا۔ (بحوالہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور جماعت تبلیغ ص ۳۶ زمزم پبلشرز کراچی۔)

سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہر دو حضرات مولانا یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ نے ۱۳۵۴ھ میں اپنی تعلیم مکمل کی اور تعلیم اپنے والد صاحب اپنے ماموں اور مدرسہ مظاہر العلوم میں حاصل کی جو جماعت کا معاون اور حمایتی تھا۔ اساتذہ کرام بھی مروجہ جماعت کے ہم خیال تھے۔ اگر کسی درجہ میں بھی اس جماعت میں جانا مباح ہوتا تو مولانا یوسفؒ اپنے والد ماجد کی نافرمانی نہ کرتے اور مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو دوسرے علماء کرام سے انکو سمجھانے کیلئے عرض کرنیکی ضرورت نہ پڑتی۔ وہ تمام آیات اور احادیث جو فریب خوردہ لوگ اور بریں واش علماء کرام اس جماعت کی تائید میں پیش کرتے ہیں اگر ان آیات اور احادیث کا منشاء اور تقاضا یہی ہوتا تو پھر ان دونوں حضرات کو سمجھانے کی کیا ضرورت تھی۔

## مولانا محمد یوسفؒ بن محمد الیاسؒ کا اپنے والد کی دعوت سے خاص لگاؤ نہ تھا :

سوانح مولانا محمد یوسفؒ کے مصنف مولانا یوسفؒ کے تبلیغی رجحان کے بارے میں لکھتے ہیں۔



## علمی و تصنیفی ذوق :

طالب علمی کا دور تو سراپا علمی تھا شب وروز یہی مشغلہ رہتا۔ لیکن فراغت کے بعد بھی اسی ایک مشغلہ میں اپنی عمر کا اکثر حصہ صرف کیا خصوصاً حضرت مولانا الیاسؒ صاحب کی حیات کی تقریباً پوری مدت مولانا علمی مشاغل میں منہمک رہے نیز تصنیفی شوق غالب رہا حتیٰ کہ وہ دعوت جس کی خاطر حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب اپنی زندگی گھلا رہے تھے اور اوڑھنا بچھونا اسی تبلیغی کام اور دینی دعوت کو بنائے ہوئے تھے۔ مولانا محمد یوسف صاحب اپنے والد ماجد کی دعوت سے کوئی خاص لگاؤ اور گہرا تعلق نہ رکھتے تھے۔ اس زمانہ کی کیفیت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں ''اس وقت مولانا موصوف کی زیادہ توجہ کتابی مطالعہ اور تصنیف وتالیف کی طرف تھی...... اپنے والد ماجدؒ کی سراسر عملی اس دینی دعوت سے جس میں مولانا نے اپنی روح کو تحلیل کر دیا تھا اس زمانہ میں زیادہ دلچسپی ان کو نہیں تھی۔'' خود مولانا محمد یوسف صاحب نے ایک خط مولانا سید ابوالحسن صاحب ندویؒ کو تحریر فرمایا تھا جس میں اس دور کے علمی انہماک کے متعلق درج ذیل باتیں تحریر کیں۔

## مولانا محمد یوسفؒ نے مولانا محمد الیاسؒ صاحب کی کبھی نہیں سنی :

''میں نے ان کی (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب) کبھی نہیں سنی۔'' جب کسی طبقہ کا افتتاح ہوتا تو میں سہم کر ہٹتا، جب کبھی جماعت جاتی تو میں ڈرتا، جب وت کا وقت آتا میری روح فنا ہو جاتی، جب کوئی حکم دیتے میں اسکی تعمیل سے قاصر رہتا۔ ہر شورہ میں میری رائے حضرت شیخ (مولانا صاحب شیخ الحدیث) کیساتھ ہوتی اور میں انکی (حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب) رائے کے خلاف بے باکی کیساتھ کرتا یہاں تک کہ ایک مرتبہ علالت کے زمانہ میں فرمایا بھی کہ تم نے میری وہاں تک مانی جہاں تک شیخ نے، بڑی مشکل سے سخت خفا ہو کر گویا دھکے دیکر میوات کے گشت کیلئے روانہ کیا۔ ایک مہینہ گشت کیا دعوت دینی شروع کی بہت سی کیفیات

کیساتھ سفر ختم ہوا۔ اس کے بعد طحاوی کی شرح نے غلبہ کیا اور وہ دعوت پھر مغلوب ہوگئی۔ (مکتوب مولانا محمد یوسفؒ صاحب بنام مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔ صفحہ ۱۸۴\۱۸۵۔)

## مولانا محمد الیاسؒ کی فکر و خواہش :

حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب باوجود اس کے کہ مولانا محمد یوسفؒ صاحب کی علمی اور تصنیفی مشغولیات کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کی قدر کرتے تھے لیکن تبلیغ سے عدم مناسبت یا برائے نام تعلق کو ناپسند فرماتے۔ (یہ بات تو ظاہر ہے کہ مولانا محمد الیاسؒ کا طریقہ تبلیغ ضروری ہوتا یا کم از کم مباح بھی ہوتا تو ایک عالم اپنے والد کو کبھی ناراض نہ کرتا۔ عبدالرحمٰن) اور باصرار تبلیغ کے کاموں اور پروگراموں میں شرکت کرنے پر مجبور کرتے۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو جو تڑپ اور بے چینی تھی۔ (دراصل مولانا موصوف کو آخر عمر میں غلوفی تبلیغ ہوگیا تھا جیسا کہ مولانا زکریاؒ صاحب نے ''آپ بیتی'' میں ذکر کیا ہے۔ مولانا الیاس صاحبؒ ایک مغلوب الحال شخص تھے۔ عبدالرحمٰن) وہ چاہتے تھے کہ ان کا فرزند بھی اس بے چینی اور بے قراری میں انکا سہیم و شریک ہو۔ اس لئے بعض دفعہ اس سلسلہ میں سختی اور کرختگی کی نوبت بھی آجاتی اور حکماً میوات بھیجتے۔ (بحوالہ سوانح محمد یوسف، ص ۱۹۲۔)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس جماعت میں علماء کرام کی کمی کیوں ہے دین کا صحیح فہم اور عقل سلیم رکھنے والا عالم کبھی بھی ان کے فریب اور جال میں پھنسے گا نہیں۔ جس طرح مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ فراغت کے بعدے سات تک ایک دن بھی جماعت میں نہ گئے البتہ سطحی علم رکھنے والے خوش فہم سادہ لوح عالم آجکل انکے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ جو صاحب اغراض ہوتے ہیں اپنی دنیاوی غرض کے حصول کی خاطر چلے لگاتے ہیں کہ جماعت میں مالدار لوگوں سے تعارف ہوجائے گا پھر اپنے ذریعہ معاش کی خاطر کوئی مدرسہ مسجد بنالی جائیگی۔ سادہ لوح بے روزگار علماء کرام کو یہ پھنسالیتے ہیں اور انکی ذہنی تطہیر



کر کے اپنا آلہ کار بنالیتے ہیں اس میں انکو خاطر خواہ کامیابی ہو رہی ہے۔ جماعت کے مشہور و معروف مبلغ مولانا محمد عمر پالنپوری کو اسی طرح شکار کر کے اپنا آلہ کار بنالیا گیا تھا۔ انکی تقریریں چھپ چکی ہیں اور کچھ کیسٹس بھی ملتی ہیں انکو پڑھ کر آپ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ وہ خود گمراہ ہو چکا تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنیکی کوشش کرتا رہا۔

## جماعتی تعصب :

ایک خرابی یہ ہے کہ جو صاحب مال لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ اپنی زکوۃ خیرات پہلے جن مدارس کو دیتے تھے اب ان مدارس کی بجائے یا تو رائیونڈ بھیج دیتے ہیں یا جماعت کے مقامی مدرسہ یا مرکز کو ترجیح بلا مرجح دیتے ہیں اور ایک جماعتی تعصب پیدا ہو رہا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

## مدارس کو مٹانے کی کوشش :

دینی مدارس کے نام سے جماعت خود مدرسے قائم کر رہی ہے۔ دینی مدرسہ قائم کرنا بہت اچھی بات ہے۔ دین کی خدمت کے بے شمار شعبے ہیں لیکن یہ جماعت انسانی فلاح و بہبود کا کوئی ادارہ قائم نہیں کرتی۔ دینی مدارس کی پاکستان میں کوئی کمی نہیں اس کے باوجود اس جماعت کا مدارس قائم کرنا ایک خاص مقصد کے تحت ہے۔ وہ مقصد ہے اصل مدارس کو ختم کرنا۔ جو مدارس سے علماء کرام فارغ ہو رہے ہیں ان کی ذہنی تطہیر کر کے بے اثر کرنا اس جماعت کا مشن ہے۔ ان مدارس میں ایسی تعلیم دی جائے جوامت میں سے جہاد کا جذبہ ختم کردے اور اس مروجہ دعوت و تبلیغ کو جہاد فی سبیل اللہ باور کرادیا جائے۔ تو ایسے مدارس امت کیلئے نقصان دہ ہیں اور مسجد ضرار کے حکم میں آتے ہیں۔ رائیونڈ کا مرکزی مدرسہ وفاق المدارس میں شامل نہیں ہے اور نہ کسی تنظیم میں شامل ہے۔

## امت مسلمہ کا ایک عضو معطل :

''من فار ق الجماعت فمات موت الجاهلية وغیره ذلک''

یہ جماعت امت کے دکھ درد میں شریک نہیں ہے امت مسلمہ پر کفار کی طرف سے کیسا ہی کڑا وقت آیا مثلاً فلسطین میں اسرائیلی ننگی جارحیت اور بے شمار مسلمانوں کا قتل عام، افغانستان میں روسی حملہ اور افغانوں کا قتل عام، بوسنیا میں مظالم، کشمیر میں ہزاروں بے گناہ ناحق قتل اور ہزاروں مسلمان عورتوں کی عصمت دری، افغانستان اور عراق میں عالمی غنڈہ گردی اور صلیبی جنگ کے نام پر امریکہ کی لشکر کشی ان کفار کے تمام مظالم پر اس جماعت نے کبھی ایک مذمتی جملہ یا ان ظالموں کے حق میں نام لیکر بد دعا اور مظلوم مسلمانوں کا نام لے کر انکی مدد اور کلمہ خیر انکے منہ سے کبھی نہیں نکلا۔ اپنی پندرہ بیس منٹ لمبی دعاؤں میں کبھی کسی ظالم کے حق میں بد دعا اور نہ مسلمان مجاہدین کے حق میں دعائے خیر انہوں نے کبھی نہیں کی پھر ہم کیسے باور کر لیں کہ یہ جماعت امت مسلمہ کے دکھ درد، رنج و غم میں شریک ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے......

''مثل المومنين فی توادهم وتعاطهم كمثل الجسد الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى متفق عليه المسلم كالبنيان يشد بعضه''

''مسلمانوں کی وحدت ایسی ہے جیسے ایک جسم اور اس کے مختلف اعضاء میں سے ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اس کی بیقراری اور درد میں اسی طرح حصہ لیتا ہے جیسے خود اس کے اندر تکلیف ہو رہی ہو۔ اس کی مثال دیوار کی سی ہے ہر ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تشبیک اصابع کر کے اس کی تصویر بتلا دی۔ یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھلایا کہ اس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے جڑا ہوا ہے اور متصل ہے۔ پس اس وضاحت میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ اسلام کی



وحدت متفرق اینٹوں کا نام نہیں ہے بلکہ دیوار کا نام ہے الگ الگ اینٹوں کا کوئی مستقل وجود سود مند نہیں ہوتا۔

## دروسِ قرآن سے انحراف اور مخالفت :

تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات اپنی زیر انتظام مساجد میں درس قرآن کا اہتمام نہیں کرتے اور جن مساجد میں انکا کچھ اثر و رسوخ ہوتا ہے وہاں بھی درس قرآن کی مخالفت کرتے ہیں۔ دو مساجد میں تو خود بندہ کو مخالفت کا سامنا ہوا اور بالآخر دونوں مساجد میں درس قرآن بند کرانے میں کامیاب رہے۔ احقر عرصہ دراز تک سوچتا رہا کہ ایک دین کی داعی جماعت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں میں کامیابی کا دعویٰ کرنے والی جماعت آخر قرآن کریم کے درس کی کیوں مخالفت کرتی ہے وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ غور و غوض کرتے کرتے بلا آخر مخالفت کا سبب معلوم ہو گیا اور بات بالکل عیاں ہو گئی۔

## درس قرآن کی مخالفت کا سبب :

اصل وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ اس جماعت کے مبلغین حضور اکرم ﷺ کے غزوات اور صحابہ کرامؓ کے وہ واقعات اپنے بیانات میں ذکر نہیں کرتے جن میں قتال مع الکفار کا ذکر ہوتا ہے۔ اسلامی فتوحات اور کفار کیساتھ حرب و ضرب کا ذکر اور غزوات کا تذکرہ نہیں کرتے۔ جب کبھی کوئی عالم اعتراض کرتا ہے تو دفع الوقتی کیلئے حکایات صحابہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ فضائل اعمال کیساتھ چھپی ہوئی ہے اور اس میں صحابہ کرام کے کارنامے اور شہادت کا شوق اور شہادت کے واقعات مذکور ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں حکایات صحابہؓ فضائل اعمال میں شامل ہے اور اس میں واقعات بھی مذکور ہیں لیکن قرآن کریم میں جہاد و قتال کی دس بیس نہیں سینکڑوں آیات موجود ہیں جن میں قتل قتال قاتل وغیرہ کے تصریح اور واضح الفاظ موجود ہیں جن میں کوئی تحریف

وتلبیس نہیں ہوسکتی۔ جب سادہ لوح تبلیغی کارکن ان آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کسی عالم ربانی سے سنے گا تو یہ بناوٹی اور نقلی جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت واضح ہونے پر ان کا بھرم کھل جائے گا تو اس کے تدارک اور پیش بندی کے طور پر درس قرآن کا سلسلہ ختم کرنا اپنے پروگرام میں شامل کر لیا تاکہ ''نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری'' ان آیات کریمہ میں سے چند مع ترجمہ کے تحریر کرتا ہوں۔

(1)...... "یَاأَیُّهَا النَّبِی حَرِّضِ الْمُوْمِنِینَ عَلَى الْقِتَال "[انفال:۱۰]

ترجمہ: اے نبی! مسلمانوں کو (کفار کیساتھ) لڑائی پر ابھاریئے۔

تحریض کے معنی ہیں ترغیب میں مبالغہ کرنا یعنی خوب رغبت اور شوق دلانا چنانچہ اس حکم باری تعالیٰ کے مطابق رسول اللہ ﷺ لڑائی سے پہلے صحابہ کرام کو جہاد کی ترغیب دیتے۔ جہاد اور شہادت کے فضائل بیان فرماتے جیسا کہ بدر کے موقع پر جب مشرکین مکہ بھاری تعداد میں پورے لاؤ لشکر کیساتھ میدان جنگ میں آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا......

''ایسی جنت میں جانے کیلئے کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

آپ ﷺ کے شوق دلانے اور رغبت دلانے کا نتیجہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اپنی بے سروسامانی اور کم تعداد کے باوجود نصرت الٰہی سے اپنے سے تین گنا زیادہ مسلح لشکر کو شکست دیکر قریش کے بڑے بڑے سرغنہ آئمۃ کفر کو میدان جنگ میں قتل کیا یعنی ۷۰ کو قتل کیا اور ۷۰ کفار کو قیدی بنالیا۔

## قتال فی سبیل اللہ ایک دائمی اور مستقل امر الٰہی ہے :

''یَاأَیُّهَا النَّبِی حَرِّضِ الْمُوْمِنِینَ عَلَى الْقِتَال '' کوئی وقتی اور خاص موقع کیلئے مخصوص نہیں بلکہ عام اور دائمی مستقل امر الٰہی ہے جس پر آپ ﷺ نے حین حیات عمل کیا اور ایک ایسی جانثار جماعت بنا گئے کہ ایک صدی کے اندر اندر دنیا کا دینی نقشہ بدل دیا اور تمام ادیان



باطلہ پر اسلام کا غلبہ ظاہر کر دیا اور مسلمانوں کی دھاک کفار کے دلوں پر بٹھادی۔

(۲)...... کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ کُرْهٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْ شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

(البقرہ۔۲۱۶)

''تم پر لڑائی فرض کی گئی ہے وہ تمہیں ناگوار معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو دراصل وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو وہ تمہارے لئے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے تم (انجام) کو نہیں جانتے ہو۔''

## فوجی تربیت حاصل کرنا ہر مسلمان بالغ مرد پر فرض عین ہے :

لڑائی جب تمام مسلمانوں پر فرض ہے تو لڑنا ایک ہنر ہے اور کوئی ہنر بغیر سیکھنے اور تربیت اور مشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے اسی طرح لڑنا بھی بغیر تربیت اور مشق کے نہیں آتا ہے۔ لہذا جنگ کی تربیت اور مشق کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے چاہے جہاد کی ساری زندگی نوبت نہ آئے لیکن جنگ کی بنیادی ٹریننگ عام اسلحہ چلانے اور اسکو کھولنا، جوڑنا اور نشانہ بازی کی مشق کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے خاص کر اس زمانہ میں عام آدمی بغیر ٹریننگ کے لڑائی نہیں لڑسکتا اس زمانہ میں فنون حرب وضرب اتنی ترقی کر چکا ہے کہ بغیر تربیت کے جدید ہتھیاروں کا استعمال ناممکن ہے لہذا تربیت اور مشق کا تارک گنہگار ہے اور مخالفت اور انکار کرنے والا کافر ہے۔

## فرض عین کا منکر بلاشبہ کافر ہوتا ہے :

(۳)......''فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُوْمِنِیْنَ ''

ترجمہ: '' پس لڑو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اور نہیں مکلف آپ مگر اپنی ذات کے اور مسلمانوں کو لڑائی پر ابھاریں۔'' [سورۃ النساء]

حرّض کا مصدر تحریض سے ہےاورتحریض کی تشریح گذر چکی ہے۔اس آیت کریمہ سے الجہاد کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ نبی کریم کوحکم دیا جارہاہے کہ اگر کوئی آپکا ساتھ دے یا نہ دے آپ اکیلے ہی اللہ کے راستے میں لڑنا شروع کر دو یعنی آپ پر جہاد کرنا ہر صورت میں فرض تھا۔مسلم ملکوں پرفوجی، غدار جرنیل اور مغربی ممالک کے خواجہ سرا صرف اسی وجہ سے قابض ہیں کہ مسلم ملکوں میں فوجی تربیت لازمی نہیں ہے۔

(۴)......''اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا'' [سورۃ توبہ]

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان اور مال خرید لئے جنت کے بدلے لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پس قتل کرتے ہیں (کفار کو) اور قتل کیے جاتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) یہ سچا وعدہ ہے (یعنی جہاد کرنے والوں کیلئے جنت ہے)

(۵)......''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص ''

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں لڑتے ہیں صفیں باندھ کر (وہ بے جگری سے مقابلہ کرتے ہیں) گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔[سورۃ صف]

(۶)......''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ'' [سورۃ انفال]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ (جنگ میں ہو) پس تم ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب رہو''

(۷)'' يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ'' [انفال]

(۸)'' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ '' [سورۃ فتح]

'' فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ '' [سورۃ انفال]



ان جیسی سینکڑوں آیات ہیں۔ان صریح قتال کی آیات میں نہ تو کوئی تاویل ہوسکتی ہے اور نہ کوئی اور عذر چل سکتا ہے کیونکہ قتل وقتال قاتل ایسے الفاظ ہیں جو ہر مسلمان بغیر ترجمہ کے ہی سمجھ سکتا ہے جب درس دینے والا عالم وضاحت سے فریضہ قتال اور صحابہ کرامؓ کے کارنامے اور حضور اکرم ﷺ کی حربی حکمت علمی اور عملی کا بیان کریگا تو تبلیغی جماعت کے دجل وفریب کا پردہ چاک ہوکر جہاد کی حقیقت ظاہر ہوجائیگی اسلئے ان کے بڑوں نے یہی مناسب سمجھا کہ درس قرآن جہاں تک ممکن ہو نہ ہونے دیا جائے تا کہ اس مثل کے مطابق...... ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔''

## جہاد کے متعلق ابوالکلام آزاد کا مضمون :

جہاد کے متعلق مسلم رہنما اور ادیب مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں......

''اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا'' [سورۃ لقمان]

پس یہی وہ اصل اسلام ہے جسکو قرآن جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر کرتا ہے۔کبھی اسلام کی جگہ جہاد اور کبھی جہاد کی جگہ اسلام،کبھی مسلم کی جگہ مجاہد اور کبھی مجاہد کی جگہ مسلم بولتا ہے اس لئے حقیقت جہاد اپنا سب کچھ اس کیلئے قربان کردینا ہے۔ ہر وہ کوشش وسعی جو اس کی خاطر ہو وہ جہاد ہے خواہ ایثار جان کی سعی ہو یا قربانی مال کی اولا جد و جہد اور یہی حقیقت اسلام ہے کہ اپنا سب کچھ اسکے سپرد کردینا۔پس جہاد اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور ایک معنٰی کے لئے دو مترادف الفاظ ہیں اور اسلام کے معنٰی جہاد ہیں اور جہاد کے معنٰی اسلام ہیں۔پس کوئی ہستی مسلم نہیں ہوسکتی جب تک مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد نہیں ہوسکتا جب تک مسلم نہ ہو۔اسلام کی لذت اس بدبخت کیلئے حرام ہے جس کا ذوق ایمان لذت جہاد سے محروم ہو۔زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اسکا شمار کفر کے زمرے میں ہے۔جب ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے (یہ تحریر تقریباً ۹۰ سال پہلے کی ہے آج کل پھر وہی صورت

حال ہے۔مولف) جب کہ عالم مسیحی کی نظروں میں (بش،ٹونی بلیئر اور پرویز) یہ لفظ عفرت
مہیب یا ایک حربہ بے امان ہے۔ جب کہ اسلام کے مدعیان حریت نصف صدی سے کوشش کر
رہے ہیں کہ کفر کی رضا کیلئے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو لغت سے نکال دے۔ جب کہ بظاہر
انہوں نے کفر واسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے کفر
اپنے توحش کو بھول جائے۔اور جبکہ آج کل کے ملحدین، مسلمین اور مفسدین کا ایک حزب الشیطان
بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ (امریکہ) سے تقرب عبودیت حاصل کرنے کیلئے تحریف
الکلم من مواضعه وہ سرے سے اس لفظ کو قرآن سے نکال دے۔(جیسے پاکستان کے فوجی
ڈکٹیٹر نے امریکہ کی خوشنودی کیلئے اپنے تعلیمی نصاب سے آیات جہاد اور احادیث جہاد اور لفظ
جہاد بمعنی قتال نصاب سے خارج کر دیا اور پاکستان کے بے حس علماء کرام اور سیاستدانوں کو
سانپ سونگھ گیا اگر مدارس پر ضرب پڑتی ہے تو مدارس کے تمام علماء کرام سنی، شیعہ، غیر مقلد سب
متحد ہو کر جلسے کرتے ہیں احتجاج کرتے ہیں لیکن پاکستان کے تمام طلباء کے ذہن سے جہاد کا
تصور مٹایا جا رہا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔اب صرف تبلیغی جماعت والا جہاد باقی ہے۔اس سے
کفر کو تکلیف نہیں بلکہ خوشی ہے کہ ہمارے مقاصد کے داعی مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔عبد الرحمن
) تو پھر کیا میں نہ صرف جہاد کو ایک رکن اسلامی، ایک فرض دینی، ایک شریعت بتلاتا ہوں بلکہ
صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے دونوں لازم وملزوم ہیں۔اسلام سے اگر
جہاد کو الگ کر لیا جائے تو وہ ایک لفظ ہو گیا جس میں معانی نہیں ہیں، ایک اسم ہو گا جسکا مسمی نہیں
ہے، ایک قشر (چھلکا) محض ہو گا جس سے مغز نکال لیا گیا ہے۔پھر کیا میں ان تمام اعمال مصلحین
متفرنجین کو غارت کرنا چاہتا ہوں۔جو انہوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام اور مسیحیت
کے اتحاد کیلئے انجام دی ہے وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب وشائستگی کی عرض
مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں یا دعوت جہاد دے کے جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں اپنے گھوڑوں کے سموں



سے انہیں پامال کر دیں اور پھر کیا چاہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا افق جو حرارت حیات کی گرد سے
پاک کیا گیا تھا مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے غبار آلودہ ہو جائے۔

ہاں غارت گراں حقیقت اسلامی اے وزدان مطاع ایمان اور اے مفسدین ملت و
مدعیان اصلاح ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں۔میرا دل
ایسے ہی وقت کیلئے بے قرار ہے۔خدائے ابراہیم اور محمد علیہما السلام کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے
قرآن کریم اس کو حقیقت اسلامی کہتا ہے وہ اس اسوہ حسنہ کی طرف سے اپنے پیرو کو بلاتا ہے
اسلام کا اعتقاد اس کیلئے ہے اسلام کی تمام عبادتیں اس کیلئے ہیں۔اس کے جسم اعمال کی روح میں
یہی شے ہے اور یہی چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا۔

(بحوالہ عروج وزوال کا قرآنی دستور۔مولانا ابوالکلام آزاد)

عجیب اتفاق ہے کہ تقریباً نوے سال پہلے جو مسلمانوں پر جمود طاری تھا اب اس سے
زیادہ جمود خموشی اور بے حسی طاری ہے۔نام نہاد مسلم حکمران امریکہ کے معاون اور مددگار ہیں۔
مسلمانوں کو قتل کرنے میں اور مسلمانوں کے ملکوں کو تہ وبالا اور برباد کرنے میں، افغانستان پر
امریکہ پاکستان کی مسلم کش اور برادر کش فوج کے تعاون کے بغیر کبھی قبضہ نہیں کر سکتا تھا پاکستانی
افواج نے اپنے مسلمان بھائیوں اور اسلام سے غداری کر کے اور پاکستان کے آئین سے
غداری کر کے کفار کا ساتھ دیا اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ کہ امریکہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کیلئے
اپنے ملک کے مسلمان شہریوں پر ہوائی جہازوں سے بمباری ہوئی۔توپ خانوں سے گولے
باری اور گن سپ ہیلی کاپٹروں اور مشین گنوں سے فائرنگ کر کے ہزاروں مسلمانوں کو شہید اور
زخمی کر دیا اور ان کے گھر مسمار کر دیئے اور سینکڑوں مسلمان گرفتار کر کے کفار کے حوالے کر دیئے
ہیں۔پوری قوم اپنے حال میں مگن ہے بندہ کی معلومات کے مطابق پوری تاریخ اسلام میں ایسا
کبھی نہیں ہوا مسلمانوں کی فوج کفار سے مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرے اور کفار کی رضا جوئی اور

ان کی خواہش کی تکمیل کیلئے اپنے ملک کی فوج اپنے ہی باشندوں کو قتل کرے اور ان کے گھر برباد کرے۔ اسلامی تاریک کا یہ سیاہ اور الم ناک باب پاکستانی افواج نے رقم کیا۔ یہ ایک ایسا انمٹ داغ اور کلنگ کا ٹیکہ ہے جو کبھی نہ مٹ سکے گا۔

## جہاد کے متعلق جماعت کا نظریہ اور رویہ :

جہاد کے متعلق جماعت کا رویہ بالکل واضح ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی نے اپنے ترمذی کے درس میں طلباء سے فرمایا کہ تبلیغی جماعت کا موقف جہاد کے بارے میں جائز اور ناجائز کا نہیں بلکہ حق و باطل کا ہے۔ یہ ایسی بات نہیں کہ اس پر خاموش رہا جائے۔ اس پر ایک طالب علم نے سوال کیا کہ جب جماعت جہاد کی منکر ہے تو ان پر کفر کا حکم کیوں نہیں لگا دیا جاتا؟ تو مولانا تقی صاحب نے کہا کہ مطلق جہاد کا منکر تو کافر ہے لیکن یہ مؤول ہیں اور مؤول پر کفر کا حکم تو نہیں لگا سکتے لیکن یہ تاویل باطل ہے۔ اسی طرح مفتی محمد اسماعیل اپنی کتاب ''اصلاح خلق کا الٰہی نظام'' میں اس جماعت کی جہادی پالیسی کے متعلق لکھتے ہیں۔

## لمحہ فکریہ :

جب سے افغانستان میں روسی فوجوں کے خلاف دفاعی جہاد شروع ہوا جس کی برکت سے پورے عالم اسلام میں جہاد کی فضا پیدا ہوئی اور مختلف علاقوں اور ملکوں میں مظلوم مسلمانوں میں کچھ دفاعی جہاد کی ہمت بندھی اور وہ غاصب کفار حملہ آوروں کے خلاف اٹھنے لگے تو ان مظلوم مجاہدین کو تعاون کی سب سے زیادہ توقع اس دیندار طبقے سے تھی جن کا عنوان اور پہچان یہ جملہ ہے کہ......

''اللہ کے حکموں اور نبی کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔''

ظاہر ہے کہ اللہ کے حکام قرآن پاک میں مسئلہ توحید کے بعد سب سے زیادہ تفصیل مسئلہ جہاد کی بیان ہوئی ہے۔ سورت آلعمران، سورۃ النساء، سورۃ انفال، سورۃ توبہ، سورۃ محمد، 



سورۃ الفتح، سورۃ الصف، سورۃ الحدید، سورۃ العادیات وغیرہ کے جہادی احکام اور مضامین پڑھنے سمجھنے سے اس کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔ (مجاہدین کو شاید معلوم نہیں ہوگا کہ اس جماعت نے قرآن کریم کو اپنے پروگرام سے خارج کر رکھا ہے ان کے کسی نصاب میں درس قرآن شامل نہیں۔ عبد الرحمٰن) اور آپ ﷺ کی سنتوں میں جس قدر جہاد و قتال کی سنتیں اور واقعات دس سالہ مدنی دور میں وقوع پذیر ہوئے ہیں ان سے اندازہ ہر مسلمان کو ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ بنفس نفیس ستائیس مرتبہ جنگی لباس پہن کر میدان جہاد میں تشریف لے گئے اور ۵۵ سے زائد مرتبہ حضرات صحابہ کرامؓ کے لشکر مختلف امراء کی سرکردگی میں روانہ فرمائے۔ اور اس مبارک عمل میں آپ خود شدید زخمی ہوئے اور سینکڑوں صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور ہزاروں زخم خوردہ ہوئے۔

## مخالفت جہاد میں سبقت :

مگر حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ جب جہاد اسلامی کے اس حکم خدا اور سنت نبوی ﷺ کی مخالفت سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسی صالح اور بزعم خود دین کے بڑے ہمدرد و غم خوار طبقے نے شروع کی اور چھ نمبروں کے بیان کی بنسبت مخالفت جہاد کو مستقل ساتواں نمبر بنا کر احکام جہاد اور مجاہدین پر خوب دھول اڑائی تاکہ لوگ کہیں اس فریضہ جہاد کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اور ہم جو سہ روزہ چلے کے نظام کو جہاد کہتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہیں یہ نظام بے رونق ہو کر ماند نہ پڑ جائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں موجود جمیع احکام جہاد اور آپ ﷺ کی تمام جہادی سنتوں کے بیان کرنے اور ان کی ترغیب دینے کی بجائے مجوزہ شب جمعہ، سہ روزہ، چلے کے سرکل (پھیر) میں پوری امت کو گھما دینے کو اصل دین باور کرایا جانے لگا کہ دعوت جہاد فی سبیل اللہ...... سب کچھ یہی ہے۔ (صفحہ ۳۳/۳۴)

## مولانا محمد یوسفؒ جہاد کے مخالف تھے :

یہ جماعت ابتداء ہی سے جہاد کی مخالف رہی ہے لیکن مخالفت کا اظہار وقت پڑنے پر

ہوتا رہا۔ اس جماعت کے دوسرے امیر مولانا محمد یوسف تقسیم ہند کے چند ماہ بعد پاکستان تشریف لے گئے اور دوروں سے فارغ ہو کر لاہور میں قیام فرمایا۔ جمعہ کا دن تھا اور نیلے گنبد کی مسجد میں آپ کو خطاب کرنا تھا۔ جماعتیں لاہور اور قرب وجوار کے علاقوں میں گشت کر کے دعوت دے چکی تھیں۔ اس کے نتیجے میں غیر معمولی تعداد میں لوگ آگئے اس مسجد میں سیرت کمیٹی کے بانی عبدالمجید صاحب قریشی ہر جمعہ کو تقریر کرتے تھے ان دنوں ہندوستان کے لاکھوں پناہ گزین (مہاجرین) پاکستان منتقل ہو چکے تھے اور لاہور میں بھی بکثرت پہنچے تھے۔ قریشی صاحب نے اس صورت حال کے پیش نظر ایک تحریک چلائی تھی کہ (ہر نمازی غازی، ہر غازی نمازی) یعنی ہر نمازی مجاہد بنے (مولانا محمد یوسف یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک مجاہد وہ ہے جو بستر اٹھا کر خالی ہاتھ چلّے میں گھومے۔) اور اس کیلئے قواعد پریڈ کرے اور حکومت کے فوجیوں اور پولیس کے سپاہیوں کو نمازی بنایا جائے۔ اس جمعہ کو قریشی صاحب سے طے ہو گیا تھا کہ آج وہ اپنے پروگرام کے مطابق تقریر نہیں کریں گے بلکہ مولانا یوسف بیان فرمائیں گے مولانا کی تقریر ہوئی اور آپ نے پورے زور شور سے حسب معمول اپنی دعوت پیش کی (اپنی دعوت پیش کی اسلام کی دعوت پیش نہیں کی۔ عبدالرحمٰن) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انتہائی متاثر کیا۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا انتہائی غلط ہے۔ عبدالرحمٰن) معمول کے مطابق آخر میں دعا کر کے تقریر ختم کر دی قریشی صاحب جو سامنے بیٹھے ہوئے تھے اس خیال سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ مولانا کی تقریر نے لوگوں پر بہت زیادہ اثر کیا ہے اس سے وہ اپنی تحریک کیلئے فائدہ اٹھائیں (انکی تحریک کیا تھی ہر غازی کو نمازی اور ہر نمازی کو غازی یہ تحریک قریشی صاحب کی تھی یا اسلام کی تحریک تھی۔ لیکن مولانا محمد یوسف نمازی کو غازی بنانے کیخلاف تھے کہ مسلمان ایک عضو معطل بن جائے جیسا کہ محولہ کتاب میں پہلے گذر چکا ہے تا کہ ہندوؤں کیلئے ترنوالہ نہ بن جائیں۔ عبدالرحمٰن) چنانچہ میکروفون پر آگئے اور تقریر شروع اور مولانا کی تقریر کو



بنیاد بنا کر لوگوں کو اپنے پروگرام کی دعوت دینے لگے۔ (مولانا محمد یوسف جہاد کی دعوت کیسے برداشت کر سکتے تھے جہاد کا نام سن کر تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ عبدالرحمٰن) مولانا فوراً کھڑے ہو گئے اور میکروفون اپنی طرف کھینچ کر فرمایا" جو عذاب معاصی کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض اور اس کے حدود توڑنے کی وجہ سے آرہا ہے اور آنے والا ہے اسے تمہاری قواعد پریڈ بلکہ تمہاری توپیں اور تمہارے بم کے گولے بھی نہیں روک سکیں گے (تو کیا تبلیغیوں کے لوٹے اور بستر ے روکیں گے؟ عبدالرحمٰن) اصل علاج یہ ہے کہ اپنے اندر ایمان پیدا کرو (کیا نماز پڑھنے اور جہاد کرنے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا ہے؟ ایمان صرف بستر اٹھا کر گھومنے سے پیدا ہوتا ہے؟ عبدالرحمٰن) اللہ کی طرف رجوع کرو صرف یہی چیز تمہیں اور پورے عالم اسلام کو بچا سکتی ہے۔ اس پر جلسہ منتشر ہو گیا اور قریشی صاحب کی تقریر نہیں ہوئی۔ (بحوالہ سوانح یوسف تالیف سید محمد ثانی حسنی صفحہ ۲۹۹،۳۰۰)

مولانا محمد یوسفؒ صاحب قریشی صاحب کی تقریر کیسے برداشت کر سکتے تھے وہ تقریر جہاد پر کرتے کیونکہ نمازی موجود تھے ان کا مقصد تھا ہر مسلم مجاہد بنے۔ مولانا محمد یوسف ان بستر بندھوں کو مجاہد کہتے ہیں۔ اصلی جہاد کی بات وہ کیسے سن سکتے تھے۔ مولانا صاحب نے اس بات کا لحاظ بھی نہ کیا کہ قریشی صاحب نے اپنا وقت ان کو دیا ہے۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔

## تبلیغی جماعت جہاد اور قرآن کی مخالف ہے :

کہ یہ جماعت، اسلامی تعلیمات اور اصلی جہاد کی کتنی دشمن ہے کہ جہاد کی بات تک سننا گوارہ نہیں ہو سکی۔ مولانا یوسف کو یہ بھی اندیشہ اور خطرہ تھا کہ ان کی بھیڑوں کے کان میں اصلی جہاد کی بات نہ پڑ جائے مسلمانوں کو نمازی بنانا اور نمازیوں کو غازی بنانا مولاناؒ محمد یوسف کا مقصد نہیں تھا۔ اس لئے تو وہ اس تحریک کو قریشی صاحب کی تحریک کہہ رہے ہیں اور اسکی مخالفت کی،

ابھی بھی بے خبر لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں کی یہ جماعت مسلمانوں کو کہاں بربادی کے گڑھے میں دھکیل رہی ہے۔ فوجی تیاری صریح قرآنی حکم ہے اور جہاد کی تیاری کرنا اسلام کا عین منشاء ہے۔ اس کی مخالفت کی ابتدا بڑوں سے ہوئی اور اب عروج پر پہنچ گئی۔ اب تو جماعت میں ایسے دجال پیدا ہو گئے ہیں جو علی الاعلان جہاد کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ جہادِ اقدامی اور جہادِ دفاعی کی فضول بحث کرتے ہیں اور اقدامی جہاد کا انکار کرتے ہیں۔ جس کا ذکر مولانا محمد تقی صاحب نے (ایک خط کا ذکر) کیا ہے وہ خط ان کے پاس موجود ہے۔

دوسرا واقعہ مولانا محمد عمر پالنپوری نے ذکر کیا ہے کہ ایک جماعت جورڈن (اردن) گئی تو عرب نوجوانوں نے جماعت کو گھیر لیا اور کہا یہودیوں سے پہلے ان سے جہاد کرنا چاہئے کہ اس جماعت نے امت میں سے جذبہ جہاد ختم کر دیا۔ (یہ واقعہ ۱۹۹۴\۹۵ء کا ہے) پاک و ہند میں نفاق کا پردہ افغان جہاد کے بعد چاک ہوا۔ اس سے قبل پاک بھارت جنگ میں بھی پاکستان پر جب بھارت نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو لاہور پر حملہ کیا اور پوری قوم یک جان ہو کر جارح کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھی یہ جماعت اپنی مرکزی قیادت (جو کہ بھارت میں ہے) کی وجہ سے قوم سے الگ تھلگ اپنے چلوں اور گشتوں (اللہ کے راستہ) میں مصروف رہی (بندہ کی معلومات کے مطابق)۔ جب پاکستان کی اکثر مساجد میں نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی جاتی تھی اس جماعت کی مرکزی مساجد میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی گئی۔ مساجد میں ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھی گئی۔ ملک کے تمام تبلیغی مراکز کی مساجد اور ان کی مرکزی مسجد مکی مسجد کراچی، بلال پارک لاہور اور رائیونڈ کی مسجدوں میں قنوت نازلہ کا اہتمام نہیں کیا گیا جب ملک کے تمام جید علماء کرام نے بھارت کو جارح قرار دیا اور قوم کو دشمن کے خلاف دفاع کرنے کیلئے تیار کیا تو اس جماعت نے جماعتی حیثیت سے کچھ نہیں کیا البتہ اور لوگوں نے اور جماعتی احباب نے انفرادی طور پر قوم کا ساتھ اپنے ماحول کے اثر سے دیا ہو تو اس کی میں نفی نہیں



کرتا۔ بات جماعتی حیثیت کی ہو رہی ہے۔

## تبلیغی جماعت کا صراط مستقیم سے انحراف :

اب میں ان واقعات کو ذکر کرتا ہوں جن کو دیکھ کر اور پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور جو شخص بھی بلا تعصب غور و غوض سے ان دلائل کو پڑھے گا اور جماعت کیساتھ جا کر عملی مشاہدہ کریگا اور جماعت کے ذمہ دار مبلغوں کے بیانات سنے گا وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ یہ جماعت مسلمانوں سے جہاد کا جذبہ سرد کر کے اور باطل کے سامنے ڈٹ جانے پر حوصلہ ختم کر کے قوم کو ایک عضو معطل بنا رہی ہے۔ کفار جو مسلمانوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں ان کے لئے بد دعا اور مظلوم مسلمانوں کیلئے دعا تک کے روادار نہیں۔ پہلے بانی تحریک حضرت مولانا الیاسؒ کے بیانات کا جائزہ لیتے ہیں۔ (ملفوظات حضرت مولانا الیاس مرتب کردہ مولانا محمد منظور نعمانی ،شائع کردہ ادارہ نشریات اسلام اردو بازار لاہور۔)

ملفوظ نمبر ۳ :- ''فرمایا طریقت کی خاص غایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام وامر کا مرغوب طبعی اور نواہی کا مکروہ طبعی ہو جانا (ایسی کیفیت کا پیدا ہو جانا کہ احکام وامر بجا لانے میں لذت و فرحت حاصل ہو اور نواہی یعنی ممنوعات کے پاس جانے سے اذیت اور کراہت ہو۔) یہ تو طریقت کی غایت ہے باقی جو کچھ ہے (یعنی خاص اذکار و اشغال اور مخصوص قسم کی ریاضت وغیرہ) سو وہ اس تحصیل کے ذرائع ہیں لیکن اب بہت سے لوگ ان ذرائع ہی کو اصل طریق سمجھنے لگے حالانکہ بعض تو ان میں سے بدعت ہیں بہر حال چونکہ ان چیزوں کی حیثیت صرف ذرائع کی ہے اور یہ بذات خود مقصود نہیں ہے اس لئے احوال مقتضیات کے اختلاف کیساتھ ان پر نظر ثانی اور حسب مصلحت ترمیم و تبدیل ضروری ہے البتہ جو چیزیں شریعت میں منصوص ہیں وہ ہر زمانہ میں یکساں طور پر واجب العمل رہیں گی۔''

اس ملفوظ میں مولانا نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ ذرائع کو منصوص کا درجہ نہ دو۔ ذرائع

میں بوقت ضرورت ترمیم وتبدیلی ہوسکتی ہے۔ لیکن اب تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات نے ذرائع کو منصوص کا درجہ دیدیا ہے۔ گشت، شب جمعہ، سہ روزہ، چلہ کو ہی تبلیغ اور ثواب سمجھتے ہیں۔ اس سے اہم کام کا دینی تقاضا ہو اسکی پرواہ نہیں۔ ایک شخص ایک چلہ لگا کر دین کی طرف مائل ہو گیا ہے اب وہ مدرسہ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسکی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور جماعت ہی میں وقت لگانے پر زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ جماعت میں اگر سال لگائیں، دو سال لگائیں علم میں ترقی نہیں ہوگی کیونکہ جماعت کا نصاب تو فضائل اعمال ہی ہیں۔ جب فضائل قرآن پڑھ کر کوئی قرآن کا ترجمہ سیکھنا چاہتا ہے تو اسکا کوئی انتظام نہیں ہے بلکہ ترجمہ سیکھنے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اگر یہ الزام غلط ہے تو اس جگہ کا ذکر کیا جائے جہاں قرآن کریم کے درس ہوتے ہوں اور پڑھے لکھے لوگوں کو ترجمہ سکھایا جاتا ہو۔

## درس قرآن کی مخالفت :

درس قرآن کی یہ جماعت سخت مخالف ہے جیسا کہ گذر چکا ہے کہ تبلیغی جماعت کے کسی مرکز میں درس قرآن کا اہتمام نہیں حتیٰ کہ رائیونڈ اور کراچی کے مراکز میں بھی درس قرآن نہیں ہوتا صرف فضائل قرآن بیان کرتے ہیں لیکن قرآن کو اپنے پروگرام سے خارج کر دیا ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۵:- ایک دن بعد نماز فجر جب کہ اس تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ بآواز نہیں فرما سکتے تھے۔ اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بے اثر ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہ کیا (گویا علم وذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جاسکتی۔) بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان



دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔ (جس بات کا حضرت کو اندیشہ تھا اب وہ حقیقتاً واقع ہو گیا ہے اور علم کی کمی اور قرآن کی تعلیم سے اعراض کی بنا پر اب یہ جماعت ضلالت کا دروازہ بن چکی ہے۔ عبدالرحمٰن) دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام وایمان محض رسمی اور اسمی ہیں اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو بھی تو وہ سراسر ظلمت ہے اور علیٰ ہذا اگر علم دین کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت بھی ہو تو اس میں بھی بڑا خطرہ ہے۔ الغرض علم میں نور ذکر سے آتا ہے اور بغیر علم دین کے ذکر کے حقیقی برکات وثمرات حاصل نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات ایسے جاہل صوفیا کو شیطان اپنا آلہ کار بنالیتا ہے۔ لہذا علم اور ذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اسکا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی اور خدانہ کردہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔

## حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کی آخری وصیت کا حشر :

اب ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اس جماعت میں وہ دونوں امراض پیدا ہو گئے ہیں۔ علم کا اصل مآخذ قرآن ہے اور وہ آخری ہدایت کی کتاب ہے۔ اللہ کے آخری پیغام سے یہ جماعت باغی ہے جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے قرآنی تعلیمات سے روگرداں ہے۔ جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اسلام ایک دین کا نام ہے اور دین کا تقاضا ایک انتظام چاہتا ہے اور انتظام کیلئے ایک انتظامیہ اور اسکا سربراہ ہونا چاہئے۔ یہ ایک ایسا اٹل قانون ہے جسکا کوئی عقلمند شخص منکر نہیں۔ یہ جماعت مولانا انعام الحسن کی وفات کے بعد اپنا کوئی سربراہ مقرر نہ کر سکی۔ اصل وجوہات کیا ہیں؟ انکو نہ بیان کرنے کی ضرورت ہے اور نہ معلوم کرنے کی ضرورت، لیکن اتنی بات واضح ہے کہ یہ جماعت اسلام کے اٹل اصول سے منحرف ہو گئی ہے جبکہ مولانا الیاس نے اپنی وفات سے

١٦ گھنٹے قبل مولانا محمد یوسف کو اپنا جانشین مقرر کر دیا اور اشارتاً مولانا انعام الحسن کو مولانا محمد
یوسف کا جانشین مقرر کر دیا۔ مولانا یوسف کا انتقال اچانک ہوا لیکن مولانا انعام الحسن کا مقام
جماعت میں ایسا تھا کہ ان کے تقرر میں پیچیدگی واقع نہیں ہوئی اور مولانا ذکریا موجود تھے اس
لئے یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا۔

## اس جماعت کا کوئی امیر نہیں :

لیکن مولانا انعام الحسن کی وفات کے بعد ایک دینی فریضہ سے انحراف کیا گیا ہے اور
اب اس جماعت کا کوئی امیر نہیں۔ جو لوگ امیر کی اجازت کے بغیر پیشاب کرنے نہیں جاتے
تھے اب مرکز میں ان کا کوئی امیر نہیں کوئی ذمہ دار نہیں۔ مجلس شوریٰ بغیر امیر کے ہے۔

## خلافت قائم کرنا فرض ہے :

خلافت اسلامیہ کا قیام دیگر فرائض کی طرح ایک فرض ہے اور اسلامی حکومت قائم کرنا
بھی سب مسلمانوں پر انکی وسعت کے مطابق فرض ہے۔

"الامامته العظمى عند اهل السنة والجماعة"

تالیف عبد الله بن عمر بن سليمان الاميجى دار طيبه الرياض ۔صفحہ ٤٧

دیندار طبقہ میں اور خاص طور پر "تبلیغی جماعت" کے ذمہ داروں میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ کسی
سیاسی جماعت میں شامل ہونا اور سیاسی عمل ایک ہے اسی وجہ سے احباب سیاسی عمل ترک کر کے
ایک فریضہ کے تارک ہو کر عند اللہ مجرم ہوتے ہیں اور اپنی جہالت کی بنا پر اسکو جرم بھی تصور نہیں
کرتے جسکی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔

## مکی اور مدنی دعوت کا باطل نظریہ :

ملفوظ نمبر ١٦:- " فرمایا رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے جو کام کرتے



تھے یعنی چل پھر کر لوگوں کو (کفار کو) دعوت حق دینا اور اس مقصد کیلئے خود انکے پاس جانا، بظاہر
مدینہ طیبہ پہنچ کر یہ کام آپ ﷺ کا نہیں رہا بلکہ وہاں آپ ﷺ اپنا ایک مستقر (ٹھکانہ) بنا کر
بیٹھے۔ لیکن یہ آپ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ مکی دعوت کو سنبھالنے والوں اور اس کام کو حسن وخوبی
کیساتھ انجام دینے والوں کی ایک خاص جماعت آپ ﷺ نے تیار کر دی اور پھر اس کام ہی کا
تقاضا ہوا کہ آپ ﷺ ایک مرکز میں بیٹھ کر اس کام کو نظم کیساتھ چلائیں اور کارکنوں سے کام
لیں۔"

حضرت والا کے اس ملفوظ سے جماعتی احباب کی ایک غلط فہمی کو تقویت ملی اور وہ ذمہ
دار حضرات اور تبلیغی احباب اس گمراہی میں پختہ ہو گئے کہ صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں بھی وہی مکی
دعوت والا کام اسی طرح کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ مرکز میں بیٹھ کر صحابہ کرامؓ کی جماعتیں
دعوت کیلئے بھیجتے تھے۔ مکی دعوت اور مدنی دعوت کی یہ تفریق ان حضرات کی خود ساختہ ہے۔ پہلی
بات تو جو بالکل واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے کبھی بھی مسلمانوں میں اس طرح
کا کام جو یہ جماعت کرتی ہے نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے زندگی میں بھی کبھی مسلمانوں میں نماز
کی دعوت کیلئے گشت نہیں کیا اور نہ صحابہ کرامؓ نے کبھی گشت کیا اور نہ کبھی حضور اکرم ﷺ نے صحابہ
کرام کی جماعت کو مسلمانوں میں دعوت کا کام کرنے کیلئے بھیجا اگر مسلمانوں میں بھیجا ہے تو انکی
تعلیم کیلئے بھیجا ہے۔

## سیرت نبوی ﷺ کو مسخ کرنا :

یہ جماعت حضور اکرم رسول مکرم کی سیرت طیبہ کو مسخ کرتی ہے نبی کریم ﷺ نے مدینہ
طیبہ میں جا کر ایک اسلامی ریاست قائم کی اور اسکی توسیع کیلئے 24 اور بعض رویات کے مطابق
27 بار بنفس نفیس لشکر کشی کی اور 55 بار یا 60 بار صحابہ کرام کو قتال کیلئے مختلف اطراف میں بھیجا
ابتداء اسلام سے لیکر دو صدی تک دعوت وتبلیغ کا مطلب کفار کو اسلام کی دعوت دینا ہوتا تھا۔

ایمان کی دعوت کا یہ خود ساختہ مفروضہ اور نظام اس جماعت کا ایجاد کردہ ہے۔ اور اسی طریقہ کو دعوت و تبلیغ قرار دینے کی وجہ سے یہ بدعت ہے۔ لہذا انکو تبلیغی جماعت کی بجائے رائے ونڈی کہا جائے۔

## اصل مقصد سے اعراض :

ملفوظ نمبر ۲۴:۔ ''ایک صحبت میں فرمایا'' ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو جمیع ماجاء به النبی ﷺ سیکھانا (یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کردینا۔) یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے۔ رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت، سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے۔

۲)...... اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے نصاب کی ''الف، بے، تے، ہے۔''

۳)...... یہ ظاہر ہے کہ ہمارے قافلے پورا کام نہیں کرسکتے۔ (۴)...... بس ان سے اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جدوجہد سے ایک حرکت و بیداری پیدا کردیں اور غافلوں کو متوجہ کر کے وہاں کے مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ کے دین کی فکر رکھنے والوں (علماء و صلحاء کو بیچارے عوام کی اصلاح پر لگا دینے کی کوشش کریں۔)

۵) ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کرسکیں گے۔ (۶)...... اور عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اپنی اپنی جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔ (۷)...... البتہ اس کا طریقہ ہمارے ان آدمیوں سے سیکھا جائے جو ایک عرصہ سے افادہ و استفادہ اور تعلیم و تعلم کے اس طریقہ پر عامل ہیں اور اس پر بڑی حد تک قابو پا چکے ہیں۔

## اصل مقصد کو فراموش کردیا :

اس ملفوظ میں مولانا الیاسؒ نے سات باتیں بیان کیں ہیں۔

1)...... ہماری تحریک کا اصل مقصد مسلمانوں کو ''جمیع ماء جاء النبی '' سیکھانا (یعنی اسلام



کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کردینا۔) یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے۔

۲)...... قافلوں کی چلت پھرت اور تبلیغی گشت۔ یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم ہمارے نصاب کی الف، بے، تے ہے۔ (افسوس جماعتی احباب الف، بے، تے کو ہی کامل مکمل دین سمجھ کر ۶۰ سال سے تیلی کے بیل کی طرح اسی میں گھوم رہے ہیں اور پوری امت کو اسی چکر میں گھمانے کی فکر میں ہیں۔) ۳)...... ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کرسکیں گے۔

## حقیقت سے انحراف :

اس ملفوظ میں بیان کی گئی حقیقت کا تبلیغی جماعت کے موجودہ کام سے موازنہ کریں تو یہ معلوم ہوگا آپ کے متعین کردہ حدود سے صریح انحراف نظر آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں ہماری تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو ''جمیع ماجاء النبی '' سکھانا (یعنی اسلام کے پورے علمی عملی نظام سے امت کو وابستہ کردینا۔) علمی نظام میں سب سے اعلیٰ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ قرآن کو سمجھنا اور سمجھانا جبکہ جماعتی احباب قرآن کریم کے درس کے سخت مخالف ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گذر چکا ہے مزید شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی فرماتے ہیں......

## شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے اثرات :

حضرت شاہ صاحبؒ نے ترجمہ القرآن الکریم کی جو تحریک چلائی اور اسے آپ کے صاحبزادگان نے آگے بڑھایا۔ شاہ ولی اللہ کے صاحبزادوں کے بعد آپکی جماعت ولی اللہی کے علماء کرام نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔ مندرجہ ذیل علماء کرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہم۔ میاں نذیر حسین، نواب ضمیر مرزا صاحب لوہارو، مولانا

محمد بشیر شہسوانی مسلک غیر مقلد، مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہم۔

## ترجمہ قرآن کی تحریک روبہ زوال :

اب ترجمہ قرآن کریم کی یہ تحریک روبہ زوال ہورہی ہے اور جس تحریک نے مسلمانوں کے اندر عقائد حقہ پیدا کرنے میں بڑا رول ادا کیا وہ سلسلہ تعلیم وتبلیغ آہستہ آہستہ ختم ہورہا ہے اور اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت ولی اللہی کا ایک بڑا طبقہ (تبلیغی جماعت) اس تحریک سے دلچسپی لینے کی بجائے اس کی جگہ اردو کتابوں کے مذاکرہ کو اہمیت دے رہا ہے۔ اس طبقہ میں دینی مذاکروں اور دینی اجتماع کے اندر درس قرآن کا کوئی پروگرام نہیں رکھا جاتا بلکہ اردو کتابوں کی تلاوت کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ امام مسجد نماز کے بعد قرآن شریف کی چند آیات پڑھ کر ترجمہ اور آسان مطلب بیان نہیں کرتا بلکہ فضائل اعمال کی چند حدیثوں کا اردو ترجمہ پڑھ کر دعا کرادیتا ہے۔ (فضائل اعمال پڑھنا بدعت ضالہ ہے۔ عبدالرحمٰن ومفتی عبدالقدوس رومی [آگرہ])

## دینداروں کی زبان پر قرآن کریم کے ترجمہ کا نام نہیں آتا :

دینداروں کی زبان پر قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر کا نام نہیں آتا بلکہ چند مخصوص اردو کتابیں ہیں جن کا اٹھتے بیٹھتے ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ آپ کو مساجد میں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر کم نظر آئیں گی۔ (بحوالہ محاسن موضح قرآن مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی۔ صفحہ ۵۵) مولانا اخلاق حسین ایک جید عالم اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے بھارت کی حالت بیان کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خرابی یعنی درس قرآن سے اعراض جماعتی پالیسی ہے کیونکہ جماعت کا مرکز دہلی میں واقع ہے۔ مولانا صاحب نے وہاں کا مشاہدہ کرکے ہی تبصرہ کیا ہے۔ جو جماعت اصل ماخذ ہدایت سے روگرداں ہو اس پر خیر کا غلبہ کیسے ہوسکتا ہے؟

خیر کامل اور ہدایت کاملہ تو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کے متعلق جماعتی احباب کہتے ہیں قرآن کی تعلیم سے توڑ پیدا ہوتا ہے اور ہمیں بزرگوں نے جوڑ پیدا کرنے کو کہا ہے۔ یہ جوڑ اور



توڑ کا نظریہ تعلیمات نبوی ﷺ کے عین خلاف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے صرف توحید کی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قریش کے بتوں کی مذمت علی الاعلان کی اور اس راہ میں جتنی بھی مخالفت ہوئی آپ ﷺ نے اسکی کوئی پرواہ نہیں کی قریش نے مصلحت کی بڑی کوششیں کیں، بڑی بڑی پیش کشیں کیں۔ دنیا میں انسان کی دلچسپی تین چیزوں میں ہی ہوسکتی ہے قوم کی سرداری، مال ودولت، کسی حسین عورت کا وصال، قریش نے انسانی نفسیات کے مطابق ان تین چیزوں کو پیش کرکے کہا کہ آپ صرف ہمارے معبودوں کی مذمت نہ کریں لیکن ہر مسلمان اس بات سے باخبر ہے کہ آپ ﷺ نے قریش کے نمائندہ کو کیا جواب دیا اور اپنے چچا ابوطالب جو خاندانی حمیت عرب روایت کے مطابق آپ ﷺ کے پشت پناہ تھے انکو بھی صاف جواب دیدیا کہ یہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسکو غالب کرے یا میں اس راستے میں شہید ہوجاؤں تب بھی میں اس سے باز نہیں آؤنگا۔

## جوڑ توڑ کا غلط نظریہ :

یہ جوڑ توڑ کی سیاست منافقت ہے۔ منافق آدمی صلح کل ہوتا ہے اس کا کوئی مخالف نہیں ہوتا جیسا کہ ایک باخبر عالم کا تبصرہ ایک میت کے بارے میں۔ ایک تعزیت کی مجلس میں ہر آدمی مرحوم کی خوبیاں بیان کررہا تھا اور سب نے یہ کہا کہ مرحوم سے سب لوگ خوش تھے کوئی ناراض اور مخالف نہیں تھا۔ عالم نے کہا ایسا آدمی تو ایک منافق ہی ہوسکتا ہے ورنہ حق بیان کرنے والے کے تمام باطل پرست مخالف ہوتے ہیں۔ جماعت کے احباب بھی مخالفت کے اندیشہ کی وجہ سے قرآن کریم کے صریح حکم تنهون عن المنكر پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ ماجاء به النبی میں سب سے اہم قرآن کریم ہے اور قرآن کریم میں اس امت کا وصف بیان فرمایا......

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

'' تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔''

تامرون بالمعروف اور تنهون عن المنكر امت کا وصف بتایا گیا ہے۔ جماعت کے احباب بھی یہ آیت موقع بموقع پڑھتے ہیں لیکن معنٰی میں تحریف کرتے ہیں اور جماعتی کام کو اسکا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ جو صریحاً تحریف ہے۔

## امر اور التجا میں فرق :

امر اور التجا میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ امر امارت اور حکومت کا مقتضی ہے۔ امر کا معنٰی حکم دینا۔ قوت کیساتھ کسی چیز کو نافذ کرنا اور نہی بھی حکم ہے کہ بزور کسی چیز کو روک دینا۔ یہ لوگوں کی منت سماجت کو سمجھتے ہیں کہ امت کا جو وصف بیان کیا ہے اس درجہ بلکہ یہ تو اپنی گمراہی کی وجہ سے اپنے سفروں کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں اور اب تو جماعت کے برین واش کردہ مفتی بھی تیار ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے غلط فتاوٰی کی وجہ سے انکی گمراہی کو پختہ کر دیا ہے۔ اسی قسم کا ایک فتوٰی ملاحظہ فرمائیں۔

## تبلیغ میں ہر نماز کا ثواب سات لاکھ :

سوال: موجودہ تبلیغی جماعت میں بارہا سنا گیا ہے کہ اس جماعت کیساتھ نکلنے سے جو عمل کیا جاتا ہے وہ سات لاکھ گنا زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ یعنی ایک عمل اپنے گھر میں کیا گیا مثلاً ایک نماز گھر پر ادا کی گئی تو ایک ہی نماز کے اجر کا استحقاق ہے اور اگر وہی نماز تبلیغی جماعت میں نکل کر ادا کی جائے تو سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟ اور اسکی اصل کیا ہے؟ اور جو فضائل احادیث شریف میں مجاہدین کے سلسلہ میں وارد ہیں کیا تبلیغی جماعت میں کام کرنے والوں کو وہ فضائل حاصل ہونگے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیا:- تبلیغ بھی ایک قسم کا جہاد ہے اور جہاد کے متعلق یہ بات



ثابت ہے کہ کوئی شخص اس راہ میں نکل کر ایک روپیہ صرف کریگا تو اسکو سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا۔ بلکہ ہر نیکی کا ثواب اسی طرح ہے اور خدا کی راہ میں جو جان دیگا اس کا ثواب الگ مستقل ہے۔

''وعن علی وبی الدرداء وابی هريرة وابی اُمامته وعن عبدالله بن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران رضی الله عنهم اجمعين كلهم يحدث عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال من ارسل نفقته ف سبيل الله وقام فی بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم ومن غزا بنفسه فی سبيل الله وانفق فی وجهه ذلك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم ثم تلاهذه الايته والله يضاعف من يشاء.'' مشکوۃ ۳۳۵\۲۔ واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ

ایک اور فتوٰی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: کیا تبلیغی جماعت کے ہمراہ جا کر لوگوں کو صرف نماز کی دعوت دینا جہاد ہے؟

الجواب: جہاد کہتے ہیں خدا کے دین کی خاطر محنت ومشقت، جدوجہد کرنے کو۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے جو تبلیغی جماعت کرتی ہے اور خدا کے راستہ میں جان دیدینا یعنی دشمنوں سے لڑتے ہوئے اللہ تعالٰی کیلئے مقتول ہو جانا یہ جہاد کا بڑا درجہ ہے جو کہ قتال سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ حررہ محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸\۱۲\۲۴ھ فتاوٰی محمودیہ ج ۱۲ صفحہ ۲۵۰ مع النفیر؟

## غلط فتاوٰی کے ذریعے گمراہی :

یہ دونوں فتوے شرعی طور پر بالکل غلط بلکہ دین میں تحریف کے مترادف ہیں۔ ایک جہاد کا لغوی معنٰی ہے جو مفتی صاحب نے بیان کیا اور ایک جہاد کا اصطلاحی معنٰی ہے۔ اسکا معنٰی بذل الجهد فی قتال الكفار جس طرح صوم زکوۃ اور صلوۃ کے لغوی معانی ہیں لیکن الصوم،

الزکوۃ اور الصلوۃ کا اصطلاحی مطلب اور ہے۔ جب الصوم کہا جائے گا وہی اصطلاحی مفہوم مراد ہوگا۔ اگر کوئی صبح سے دوپہر تک ان چیزوں سے باز رہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو لغوی اعتبار سے وہ روزہ دار ہے لیکن شرعی طور پر اس پر روزہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اسی طرح صلوۃ کے عربی زبان میں کئی معانی ہیں۔ مثلاً دعا کرنا، درود شریف پڑھنا وغیرہ۔ اب اگر نماز کی جگہ دعا کر لیا کرے اور سمجھے فریضہ الصلوۃ ادا ہوگیا۔ تو جس طرح یہ غلط ہے بالکل اسی طرح الجہاد اسلام کا ایک بنیادی فریضہ ہے اور اس کا ایک ہی مفہوم ہے اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے کفار کے مقابلہ کیلئے جانا۔ اس نیت سے جو گھر سے روانہ ہوگیا وہ المجاہد ہے چاہے قتال کی نوبت نہ آئے۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور ابتدائی دو صدیوں تک الجہاد ایک ہی قسم کا تھا لیکن بعد میں اعداء اسلام کی سازش سے ایک موضوع حدیث (اور ترمذی کی ایک بے موقع مکمل حدیث کی بجائے ایک حصہ نقل کرنے کی وجہ [ المجاہد من جاہد بنفسہ ] سے صوفیاء کرام ایک غلط فہمی کا شکار ہوگئے اور بعد میں مجاہدہ نفس ایک مستقل باب بن گیا اور بڑے بڑے علماء کرام اس غلط فہمی میں پختہ ہوگئے۔) کے ذریعہ مسلمان صوفیاء کرام کو اپنے جال میں پھانسنے میں کامیاب ہوگئے۔ ایک جعلی حدیث امام بیہقی نے پہلی بار اپنی کتاب ''الزھد الکبیر'' میں درج کی اور لکھ دیا فیہ ضعف۔ اور اسی طرح ایک مجہول سند سے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے......

" قدمتم خیر مقدم قدمتم من الجھاد الصغر الی الجھاد الاکبر قالوا وما الجھاد الاکبر یا رسول اللہ قال المجاھدۃ العبد ھواہ "

لیکن بعد میں حدیث محرف ہوکر رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر ہوکر صوفیاء کرام کے ہتھے چڑھ گئی۔ صوفیاء کرام دشمنان اسلام کے مکر کا شکار ہوکر کفار کے مقابلہ میں الجہاد کو الجہاد الاصغر اور نفس اور شیطان کا مقابلہ جہاد اکبر۔ کیونکہ جب تک انسان زندہ ہے نفس اور شیطان سے چھٹکارا پانا ناممکن ہے۔ جب جہاد اکبر سے فرصت نہیں تو جہاد اصغر میں



مشغول ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اب مفتی صاحب اس مروجہ تبلیغ جسکو اسلام کی تبلیغ سے کوئی نسبت نہیں اس لئے کہ ابتدائی صدیوں میں جب دین کی تکمیل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوئی اور تمکین خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی اور تدوین دین ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین کے زمانہ میں ہوگئی۔ اس خیر القرون میں مروجہ تبلیغ کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس لئے کہ یہ حضرات بے عمل، بے علم اور بے نمازیوں میں کام کرتے ہیں اور ان تینوں طبقوں کا خیر القرون میں کوئی وجود نہیں تھا۔ اس وقت دعوت وتبلیغ الکفار کو کی جاتی تھی اور کفار سے بھی مروجہ تبلیغ نہیں تھی بلکہ حضور اکرم ﷺ لشکر لے کر جاتے تھے اور صرف تین باتیں پیش کرتے تھے۔ اسلام، جزیہ اور جنگ اور یہ تبلیغ ودعوت بھی اقدام الجہاد (اقدامی الجہاد کی یہ جماعت منکر ہے۔) میں ہوتی تھی۔ دشمن اگر حملہ آور ہوتا تو صرف قتال ہی تھا اس لئے غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ احزاب یا خندق میں آپ ﷺ نے کفار کو دعوت اسلام نہیں دی۔ حملہ آور ہونے کی صورت میں صرف قتل کرنا اور قیدی بنانا ہے۔

## ایک بدعت کو جہاد کہنا :

اس مروجہ دعوت وتبلیغ کو جہاد کہنا قرآن کریم کی تعلیمات، احادیث نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام سے عدم واقفیت یا عدم استحضار کی وجہ سے ہے۔ یہ تو ایک اصولی جواب تھا باقی مفتی صاحب کی پیش کردہ دلیل میں مفتی صاحب نے دانستہ یا غیر دانستہ دو غلط بیانیاں کی ہیں۔ (1) نمبر ایک اپنی پیش کردہ حدیث کی حیثیت سے چشم پوشی کی۔ یہ روایت ابن ماجہ میں اور انتہائی ضعیف ہے اور ضعیف حدیث سے استدلال کرنا مفتی صاحب کی شان سے فروتر ہے اور ضعیف حدیث سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں جہاد کے اتنے فضائل مذکور ہیں اب ضعیف حدیث کی ضرورت ہی کیا ہے۔ (۲)...... دوسری بڑی غلطی مفتی صاحب سے یہ سرزد ہوئی کہ اپنی پیش کردہ حدیث کو غور سے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ حدیث میں

جہاد کا ذکر نہیں ہے۔ جس پر مفتی صاحب نے تبلیغی جماعت کے کام کو جہاد کہہ کر انکو اس ثواب کا مستحق ٹھہرادیا۔ حدیث میں ہے......

''من غزبنفسه فی سبیل الله و انفق فی وجهه ذلک فله بکل درهم سبع مائة الف درهم''

حدیث مذکور صاف غزہ ہے اور غزہ کا معنٰی تو ایک ہی ہے کفار سے قتال۔ مفتی صاحب جہاد کی دو قسمیں فرما رہے ہیں جبکہ حدیث میں غزہ ہے اور غزوہ کی تو کوئی قسمیں نہیں۔ یہ محاورہ بالکل درست ہے......

''حبک الشی یعمی ویُصِمّ''

''بڑوں کی معمولی لغزش اپنے پیروکاروں کی گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے تو ثواب سات لاکھ تک ہی بتلایا جبکہ جماعت کے امیر صاحب تو مفتی صاحب سے بھی بازی لے گئے اور غلوفی الدین کی تمام حدیں پھلانگ کر ۴۹ کروڑ بدلہ فرماتے ہیں۔

## دارالعلوم کراچی کا ایک نامناسب فتویٰ :

دارالعلوم کراچی کے ایک فتویٰ میں انچاس کروڑ کے سوال پر اظہار خیال کرتے ہوئے آخر میں ایک تنبیہ غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں......

''واضح ہو کہ سوال میں تبلیغی جماعت کے بعض افراد کا حال تحریر کیا گیا ہے ان کا یہ انفرادی حال اور انفرادی طرز عمل ہے جو ان افراد کی نادانی، جہالت اور تبلیغ کی شرعی حقیقت سے ناواقفیت ہونے پر مبنی ہے۔ ان کی اس نادانی اور جہالت کی وجہ سے پوری تبلیغی جماعت کو غلط سمجھنا اور ان جیسا سمجھنا درست نہیں۔ فتویٰ نمبر ۱۳۲۶/۱۴۱۰''

حالانکہ حقیقت حال یہ ہے جس سے دارالعلوم کراچی کے مفتیان کرام بے خبر ہیں یہ کسی انفرادی شخص کا خیال نہیں بلکہ تبلیغی جماعت کے امیر مولانا انعام الحسن کا نظریہ ہے۔



## مولانا انعام الحسن کا نظریہ :

مولانا انعام الحسن اپنے تبلیغی خطاب سردھنہ ضلع میرٹھ یوپی مورخہ ۱۹ شعبان ۱۴۱۴ھ (۲ فروری ۱۹۹۲ء) میں فرماتے ہیں۔

''خدائے پاک بہت کچھ دینے والے ہیں اور خدا کے راستہ میں نکل کر جو نماز پڑھی جاتی ہے، خدا کے راستے میں نکل کر جو ذکر کیا جاتا ہے، خدا کے راستے میں نکل کر جو روزہ رکھا جاتا ہے اس کی قیمت کروڑوں بڑھ جاتی ہے۔ یہ تین چیزیں ہیں آیت میں تین چیزوں کا ہی ذکر ہے۔ نماز ہے، روزہ ہے، اور خدا کا ذکر ہے۔ اس کا حساب لگایا تھا روایات کو جوڑ کر تو ایک ایک نیکی کا بدلہ انچاس کروڑ ہو جاتا ہے۔''

(بحوالہ: احوال و آثار بیاد حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی ص ۴۸۷۔)

دوسری تقریر وفات سے دو دن پہلے بموقع اجتماع کیثرہ ضلع مظفر نگر (صبح ۶ محرم ۱۴۱۶ء بمطابق ۴ جون ۱۹۹۴ء میں وہی بات انچاس کروڑ والی فرمائی۔ حوالہ کتاب بالا ص ۵۴۰۔) دارالعلوم کراچی کے مفتی صاحب کے خیال کے برعکس یہ نادانی، جہالت اور تبلیغ کی حقیقت سے ناواقفیت ہے۔ تبلیغی جماعت کے امیر مولانا انعام الحسن صاحب ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں۔

؎ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

## یہ جماعت نہ امر بالمعروف کرتی ہے اور نہ نہی عن المنکر :

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں بھی جو غلط فہمی پائی جاتی ہے اور قرآن کریم کی آیت کے مفہوم سے بے خبر اور جماعت کی پالیسی کے برعکس اس دعوت کے کام کو امر بالمعروف سمجھتے ہیں جبکہ جماعت کے امیر حضرت مولانا انعام الحسن نے بالکل واضح طور پر اس کی نفی کر دی ہے۔ (لیکن یہ دعوت ہے دعوت کے اندر کسی کی تحقیر نہیں، کسی کی توہین نہیں، کسی کے

اوپر زبردستی نہیں بلکہ سمجھانا ہے، بجھانا ہے، شوق دلانا ہے کسی کے اوپر زبردستی نہیں کرنا۔ یہ امر نہیں ہے۔ امر وہ ہوتا ہے جو بڑے کا چھوٹے کے اوپر چلتا ہے اور وہ ہماری اس تبلیغ میں اس دعوت میں نہیں۔ یہ عرض ہے یہ خدا کے بندوں کی اس زندگی کو پیش کرنا ہے حکم کرنا نہیں جس کو کہا جاتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ ان لوگوں کیلئے جن ـ ـ پاس طاقت ہو جن ـ کے ہاتھ میں کوئی زور ہو، جس کے پاس سلطنت ہو، کوئی قوت ہو لیکن ہم جو ں ہمارے پا ، یہ نہیں ہے۔

## ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مکلّف نہیں :

ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں ہمارے لئے تو دعوت ہے۔ عوت کے اندر عرض ہوتا ہے۔ عرض الدعوۃ دعوت کا پیش کرنا اور عرض ہوتا ہے کیا؟ چھوٹا بن کر کسی بات کو کسی کے سامنے پیش کرنا جیسے ہمارے محاورے میں بھی مشہور ہے۔ عرض پیش کی میں نے۔ پھر یہ دعوت ہے دعوت کے اندر عرض ہے اس کے اندر امر نہیں ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ البنوریہ حضرت جی نمبر صفحہ ۳۵۰ آخری بیان ۱۹۹۴ میں رائیونڈ) مکرر سہ کرر بالکل واضح فرمایا دیا کہ ہماری دعوت عمل بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تبلیغی جماعت کی دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہے۔ اس بات کا اعلان تو مولانا انعام الحسن نے لاکھوں کے مجمع میں فرمادیا۔ لاکھوں افراد گواہ ہیں اور کیسٹ میں محفوظ ہے اور تحریر ماہنامہ البنوریہ کے حضرت جی نمبر کے علاوہ سہ ماہی رسالہ احوال آثار کاندھلہ شوال ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ محرم تا ذی الحجہ ۱۴۱۷ء (جلد ۲، ۳، ۴) ۷ شمارے اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا انعام الحسن ص ۵۲۰ پر بھی مذکورہ بیان موجود ہے۔

## اس جماعت کی محنت نہ جہاد ہے نہ اعلاء کلمۃ اللہ :

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تو مولانا مرحوم نے صراحتاً نفی فرمادی اور اس بیان سے ایک بات ضمناً ثابت ہوگئی کہ اس جماعت کی محنت جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ بھی نہیں ہے۔ جہاد



کی نسبت جب جہاد فی سبیل اللہ کی طرف ہو تو صرف اور صرف کفار کے مقابلے کیلئے سفر کرنے کا نام ہے ابتدائی دو صدیوں تک جہاد کی صرف ایک قسم تھی جہاد اصغر اور جہاد اکبر۔ پانچویں صدی میں ایک من گھڑت روایت کی بنا پر دشمنان اسلام نے صوفیاء کرام کے ذریعے مسلمانوں میں رائج کر کے ناقابل ازالہ نقصان پہنچایا ہے اور اب پھر ایک جماعت تبلیغ کے نام اور ایمان بنانے کے نام پر مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے اور لاکھوں نوجوانوں کو امت کا ایک عضو معطل اور جسد مفلوج بنادیا ہے۔ کیونکہ بانی تحریک مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے حوالہ گزر چکا ہے۔ تبلیغی احباب کو یہ بھی غلط فہمی ہے کہ ان کی محنت اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور یہ فریب خوردہ احباب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مغربی ممالک میں مساجد قائم کر رہے ہیں وہاں اذانیں ہو رہی ہیں ہزاروں انگریز مسلمان بن رہے ہیں اور یہی اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور بہت سے اسلام کا صحیح ادراک نہ رکھنے اور سطحی علم رکھنے والے علماء کرام یا تبلیغی جماعت کے برین واش کردہ عالم اور مفتی صاحبان بھی اسکو اعلاء کلمۃ اللہ سمجھتے ہیں۔ اور اپنے ناقص علم سے ان کی گمراہی کو اور راسخ کردیتے ہیں۔

## اعلاء کلمۃ اللہ کیا ہے؟

اعلاء کلمۃ اللہ کا صحیح مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ کفر کو سرنگوں کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا نفاذ کرنا کفر کی شان و شوکت کو ختم کرنا اور اسلام کا بول بالا کرنا اور یہ بات کسی ملک میں ویزا لے کر جانے اور انکی شرائط پر وہاں کام کرنے کا نام اعلاء کلمۃ اللہ نہیں ہے۔ بلکہ کفر کی طاقت تسلیم کرنا ہے۔ البتہ اس کو ایک نیک کام کہہ سکتے ہیں بشرطیکہ اسلام کی حدود میں رہیں۔ اسلام ایک دین کامل ہے اسلام میں ہر کام کا اپنا مقام ہے۔ نماز، نماز ہے جہاد نہیں۔ روزے کا اپنا مقام ہے وہ حج نہیں اسی طرح ہر عبادت کا ایک درجہ ہے۔ لوگوں کو نماز، روزے کی طرف بلانا بہت بڑی نیکی ہے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ لیکن جس طرح تمام عبادات اور نیکیاں ریا کاری سے برباد ہو

کر نیکیاں نہیں رہتیں بلکہ گناہ بن جاتے ہیں بالکل اسی طرح اسلام کے حکم سے تجاوز کرنا نیکی برباد گناہ لازم کے مترادف ہے۔

''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ''

پوری آیت نہ سہی آدھی پر عمل کریں اور جتنا عمل کریں اتنا ہی کہیں۔

''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ''

ترجمہ: ''اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں فرمانبردار ہوں۔''

اس آیت کے حاشیہ پر مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔(۸) پہلے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا میں ان مخصوص بندوں کا ذکر تھا۔ جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا یہاں ان کے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں یعنی بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے اسی کی حکمبرداری کا اعلان کرے اسی کی پسندیدہ روش پر چلے اور دنیا کو اسی کی طرف آنے کی طرف دعوت دے۔ اس کا قول و فعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں موثر ہو۔ جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے بذات خود اس پر عامل ہو۔ خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے۔ اس کا طرۂ قومیت صرف مذہب اسلام ہو۔ اور ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے خالص مسلمان ہونے کا منادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کیلئے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے۔ اور صحابہؓ نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔ (یعنی کفار کو اسلام کی طرف دعوت) اسی آیت کریمہ میں جن کا یہ وصف بیان کیا ہے وہ ایک اعلیٰ کام ہے اگر تبلیغی احباب جو کام دین کا کریں اور اپنی حدوں میں رہیں تو کوئی گمراہی نہ پھیلے۔



## اس جماعت کی قیادت اہل علم کے ہاتھ میں نہیں ہے :

لیکن قیادت اہل علم کے ہاتھ میں نہ رہی۔ اہل علم سے مراد میری عام درسی سند یافتہ عالم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جن کو بزرگوں کی صحبت میں رہ کر وسیع مطالعہ کر کے علم میں رسوخ حاصل ہو گیا ہو۔ تبلیغی احباب سے مراد میری عام کارکن نہیں۔ اس لئے کہ عام کارکن تو ہر قسم کے افراد ہوتے ہیں ان کے خیالات یا اعمال کی وجہ سے جماعت پر اعتراض کرنا تو نادانی ہے۔ اسی لئے تبلیغی احباب سے میری مراد ذمہ دار احباب اور ان کے وہ مبلغین جن کو بڑے اجتماعات میں خطاب کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ کسی بھی جماعت میں خرابی دو قسم کی ہوتی ہے ایک اعمال کی خرابی مثلاً فرائض میں کوتاہی اور منکرات کا ارتکاب، یہ خرابی افراد کی خرابی شمار ہوتی ہے اسے جماعت کی خرابی نہیں کہتے۔ ایک عقائد اور نظریات میں بگاڑ اور نقص ہو جاتا ہے۔ وہ خرابی جماعت کی طرف منسوب ہوگی۔ مثلاً اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت کے افراد اول الذکر خرابی دونوں جماعت کے افراد میں پائی جاتی ہے وہ انفرادی کوتاہی شمار ہوتی ہے۔ لیکن جن بدعات کا وہ ارتکاب کرتے ہیں بعض شرکیہ عقائد رکھتے ہیں تو اس کی ذمہ داری اس جماعت کے علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ان بدعات کو حسنات شمار کرتے ہیں اور جواز کے دلائل دیتے ہیں۔ (جیسے تبلیغی جماعت کے ذمہ دار اور ان کے برین واش مفتی صاحبان اس بدعت کو جہاد کہتے ہیں۔) برصغیر میں کچھ مذہبی رسومات رائج تھیں لوگ رسم سمجھ کر کرتے تھے۔ علماء کرام ان رسومات مذہبی کو بدعات کہتے تھے لیکن بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے ان کو سند جواز مہیا کر دی۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی محبت میں غلو کر کے بعض صفات جو اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہیں وہ صفات حضور اکرم ﷺ کی جانب منسوب کر دیں۔ مثلاً عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل وغیرہ۔ تو غلو فی الحبت شرک میں مبتلا ہونے کا سبب ہوا۔ تو یہ عقائد کی خرابی جماعت کی طرف منسوب ہوگی نہ افراد کی جانب، بالکل اسی طرح غلو فی التبلیغ سے جو

خرابیاں پیدا ہوئیں ہیں وہ جماعت کی طرف منسوب ہونگی اور اس خود ساختہ طریق کو ضروری اور ثواب سمجھنا ہی بدعت ہے۔ شب جمعہ مرکز میں گزارنا اور سات لاکھ گنا ثواب حاصل کرنا۔ اور بقول انعام الحسن انچاس کروڑ نماز کا ثواب کمانا۔

## غلوفی التبلیغ :

حضرت مولانا الیاسؒ صاحب کو آخری عمر میں تبلیغ کے معاملے میں غلو ہو گیا تھا جس کا ذکر مولانا زکریاؒ نے اپنی ''آپ بیتی'' میں کیا ہے۔

## مولانا محمد الیاسؒ صاحب مولانا عاشق الٰہیؒ کے درمیان تبلیغ کے سلسلہ میں گفتگو اور حضرت شیخ کا محاکمہ :

اس کے بعد حضرت نے مجلس میں تحریک تبلیغ کے ابتدائی زمانے میں جو گفتگو تبلیغ کے سلسلہ میں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی سے فرمائی تھی اسکو سنایا۔ جس کو حضرت نے آپ بیتی میں بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ چچا جان کا اصرار حضرت رائپوری پر یہ رہتا تھا کہ دہلی تشریف آوری زیادہ ہوا کرے اور کئی دنوں کیلئے ہوا کرے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ ناکارہ اور حضرت رائپوری قدس سرہ پہنچے ہوئے تھے۔ واپسی میں چچا جان نور اللہ مرقدہ بھی ساتھ تشریف لائے۔ چچا جان نے فرمایا کہ راستہ میں میرٹھ اترنا ہے۔ میں نے عرض کی میں تو اُتروں گا نہیں سیدھا سہارن پور جاؤں گا آپ دونوں حضرات اس گاڑی سے اتر کر دوسری گاڑی سے سہارن پور تشریف لائیں وہاں استقبال کرونگا حضرت رائپوری نے فرمایا اگر تم نہیں اُترو گے تو میں بھی نہیں اتروں گا۔ میں نے عرض کیا چچا جان آپ کیساتھ ہونگے۔ چچا جان نے زور سے فرمایا نہیں تم بھی اترو گے۔ غرض یہ کہ اترنا طے ہو گیا آٹھ (۸) بجے کے قریب میرٹھ پہنچے۔ حضرت میرٹھیؒ اس قدر خوش ہوئے کہ کچھ حد و حساب نہیں۔ یہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت میرٹھی قدس سرہ کے



زنانہ مقام کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے نہایت ٹھنڈا۔ مولانا کو مکان بنوانے کا بہت سلیقہ تھا۔ اس تہہ خانے کا ایک زینہ زنانہ میں اور ایک مردانہ میں تھا اگر اس کو زنانہ کرنا ہو تو مردانہ زینہ بند کر دیا جائے۔ مولانا نے اس میں خوب چھڑکاؤ کرایا تین چار پائیاں بچھوائیں اور خالی جگہ میں بوریاں۔ اس پر سیتل پاٹی کا فرش بچھایا اور کھانے سے فارغ ہو کر بہت خوشی خوشی ہم لوگ آگے آگے اور مولانا میرٹھی ہمارے پیچھے پیچھے تہہ خانہ میں پہنچ گئے۔ مولانا نے چچا جان کو خطاب فرما کر کہا کہ حضرت مولانا آپ کی خدمت میں بہت سے دنوں سے کچھ عرض کرنے کو جی چاہ رہا ہے میری حاضری نہ ہوئی اور آپ یہاں تشریف نہ لا سکے۔ اس وقت دونوں حضرات (حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ) بھی تشریف فرما ہیں مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ نشست اس طرح کہ میں اور حضرت رائے پوری ایک جانب اور چچا جان اور حضرت میرٹھی برابر برابر دوسری جانب۔ حضرت میرٹھی نے عرض کیا کہ تبلیغ تو سر آنکھوں پر، اس سے تو کسی کو انکار نہیں، اس کے ضروری ہونے میں بھی اور مفید ہونے میں بھی، مگر جتنا غلو آپ نے اختیار کر لیا یہ اکابر کے طرز کے بالکل خلاف ہے آپ کا اوڑھنا، بچھانا سب تبلیغ ہی بن گیا ہے۔ آپ کے یہاں نہ مدارس کی اہمیت، نہ خانقاہوں کی، چچا جان کو بھی غصہ آ گیا۔ فرمایا کہ جب ضروری آپ بھی سمجھتے ہیں تو آپ خود کیوں نہیں کرتے اور جب کوئی کرتا نہیں تو مجھے سب کے حصے میں فرض کفایہ ادا کرنا ہے۔ غرض دونوں بزرگوں میں خوب تیز کلامی ہوگئی اور حضرت اقدس رائپوری نور اللہ مرقدہ کو کچھ ایسا رنج و قلق ہوا کہ کانپنے لگے میں نے چپکے سے حضرت رائپوری کو کہنی مار کر (وہ دونوں اپنی تقریر میں تھے انہوں نے دیکھا نہیں) کہا کہ ''میرٹھ اتریں گے'' میں بھی چار پانچ منٹ خاموش بیٹھا رہا اور جب میں نے دیکھا کہ دونوں اکابر کا جوش ڈھیلا پڑ گیا تو میں نے عرض کی کہ حضرت کچھ میں بھی عرض کروں؟ تو تینوں حضرات نے متفق اللسان ہو کر فرمایا ضرور ضرور۔ حضرت رائپوری نے فرمایا کہ اتنی دیر سے چپ بیٹھے رہے۔ میں نے کہا کہ بڑوں کی باتوں میں سب سے چھوٹا کیا بولتا۔ میں

نے حضرت میرٹھی کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضرت یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میں ان سب اشکالات میں آپ کیساتھ ہوں۔ اس لفظ پر چچا جان کو غصہ آیا مگر کچھ بولے نہیں۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ کام دین کا ہو یا دنیا کا ہو تو چند مطلب لیکر نہیں ہوا کرتا کام تو جو ہوتا ہے یکسوئی اور اس کے پیچھے پڑ جانے سے ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو شخص جس کی سرپرستی کریگا اسکو اسی کا دل و جان سے ہونا پڑے گا چنانچہ ہمارے اکابر میں سے جس نے بھی جو کام لیا ہمہ تن اس میں لگ گئے۔ (حضرت رائپوری نے میری تائید فرمائی) کہ سچ فرمایا۔ میں نے کہا حضرت چچا جان اپنے اس حال میں مغلوب ہیں آپ کو بھی معلوم ہے اور ہم کو بھی۔ اور کوئی کام بغیر غلبہ حال نہیں ہوتا۔ خبر نہیں کیا بات کہ حضرت میرٹھی کو یک دم ہنسی آگئی اور میرے چچا جان بھی ہنس پڑے۔ بات کو بھی دونوں ختم کرنا چاہتے تھے۔ اس بیان میں تین باتیں قابل توجہ ہیں۔ (ملفوظات شیخ صفحہ نمبر ۳۲۔)

1:- مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے عرض کی کہ تبلیغ تو سر آنکھوں پر اس سے تو کسی کو انکار نہیں اس کے ضروری ہونے میں بھی اور مفید ہونے میں مگر جتنا غلو آپ نے اختیار کر لیا یہ اکابر کے طرز کے بالکل خلاف ہے اور مولانا ذکریاؒ نے فرمایا چچا جان مغلوب الحال ہیں۔

۲:- مولانا عاشق الٰہیؒ نے اس طریق کار کو اکابر علماء کے بالکل خلاف بتلایا ہے۔

۳:- مولانا عاشق الٰہی نے جو اشکال اور دلائل دوران مباحثہ پیش کیے اگرچہ مولانا ذکریاؒ نے انکا ذکر نہیں کیا لیکن ان کے درست اور صحیح ہونے کی مولانا نے تائید اس طرح کی (میں نے حضرت میرٹھی کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضرت یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میں ان سب اشکالات میں آپ کیساتھ ہوں اس لفظ پر چچا جان کو غصہ آیا مگر کچھ بولے نہیں۔) بولتے کیا جب دو عالموں نے ان کے طریق کار کو اکابر کے خلاف خاص طور پر مولانا ذکریاؒ جو آپ کے بھتیجے، شاگرد اور داماد بھی تھے۔ اگر ذرا بھی گنجائش ہوتی تو یقیناً مولانا ذکریا مولانا الیاسؒ صاحب



کی تائید کرتے یا کم از کم خاموش رہتے ہیں مولانا عاشق الٰہی کا ساتھ نہ دیتے۔

## آخری عمر میں حضرت شیخ الحدیث بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے :

اگرچہ بعد میں جس مرض میں مولانا الیاس مبتلا تھے اسی غلو فی التبلیغ میں خود بھی مبتلا ہو گئے جیسا کہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔ ''دیکھو تبلیغ کا کام جو آج چل رہا ہے، بہت اونچا عمل ہے۔ یہ کام مدرسہ سے بھی اونچا ہے، خانقاہ سے بھی اونچا ہے۔ یہ کام نہ مدارس میں ہو رہا ہے نہ خانقاہ میں۔ یہ بات میں علماء سے کہتا ہوں اس بات کے کہنے کا صرف ہم ہی کو حق ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔''

(ملفوظات شیخ حصہ اول صفحہ ۳۲ ناشر مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی۔)

یہ غلو فی الدین بتدریج آیا ہے۔ پہلے شیخ کا موقف تھا (میں اس مبارک کام کو اس زمانہ میں بہت اہم اور بہت ضروری سمجھ رہا ہوں اور خود اہل مدرسہ اور خانقاہ ہونے کے باوجود ببانگ دہل اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ عمومی اور ضروری کام بعض وجہ سے مدارس اور خانقاہ سے زیادہ مفید اور افضل ہے۔)

(جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات، صفحہ ۲ مکتبہ خلیل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔)

یہاں پر شیخ نے بعض وجہ سے افضل قرار دیا لیکن بعد میں ترقی کر کے مطلق افضل قرار دے دیا۔ مدارس اور خانقاہ سے تبلیغ کے کام کی نفی کر دی اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ مدارس میں دین کی تبلیغ ہو رہی ہے دین اسلام کی تبلیغ تو مدارس میں ہو رہی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اگر تبلیغ سے مراد مروجہ خود ساختہ طریق کار مراد ہے تو اللہ تعالیٰ مدارس کو ایسی بدعتی تبلیغ سے محفوظ رکھے جو امت مسلمہ کے افراد کو عضو معطل اور جسد مفلوج بنا کر کفار کیلئے تر نوالہ بنائے۔ مولانا زکریا صاحب کا ذکر ضمناً آ گیا اصل تذکرہ مولانا الیاسؒ کا ہے۔ آپ نے کس طرح مغلوب الحال ہو کر اکابر کے طریق سے انحراف کیا۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ مولانا الیاسؒ

کے طریق کار سے اس وقت کے علماء کو اتفاق تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ اکثر علماء کرام ان کے طریق کار کے مخالف تھے اس کا اقرار خود مولانا الیاسؒ اور مولانا ذکریاؒ نے کیا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۴:۔ کی چوتھی بات یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے قافلے پورا کام نہیں کر سکتے ان سے تو بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جدو جہد سے ایک حرکت و بیداری پیدا کر دیں اور غافلوں کو متوجہ کر کے وہاں مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ کے دین کی فکر رکھنے والے علماء صلحاء کو بے چارے عوام کی اصلاح پر لگا دینے کی کوشش کریں۔ اب جماعت کی پالیسی اس کے برعکس ہے مولانا الیاس کے منشاء کے خلاف اب جماعت پورا زور اس بات پر صرف کرتی ہے کہ گھر بار چھوڑ کر ان کیساتھ جماعت میں چلیں۔ جس کو یہ جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کا راستہ، اب جماعت کے نزدیک ایسے علماء کرام جو جماعت میں نہیں جاتے وہ تو دین کا کام ہی نہیں کرتے۔ اس کام کو جماعتی افراد دعوت کا کام کہتے ہیں نبیوں والا کام، صحابہؓ والا کام۔ جو حضرات ان کی مروجہ دعوت کا کام نہیں کرتے وہ نبیوں والے صحابہؓ والے کام کے تارک ہیں۔ ان کے پاس عوام کو کیسے بھیج سکتے ہیں؟ مولانا الیاس کی بات درست تھی کہ ہمارے قافلے پورا کام نہیں کر سکتے اور جماعت میں نکلنے کے اصرار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقامی کام بھی نہیں ہوتا اور لوگ جماعت میں بھی نہیں جاتے اور جماعت کے اس طرز عمل کی وجہ سے اکثر لوگ ان کے بیان سننے سے بھی محروم ہو جاتے ہیں کہ اگر بیان میں بیٹھ گئے تو جماعت کیساتھ چلنے میں اصرار کریں گے۔ اسی طرح تعلیم کے نام سے جو فضائل اعمال پڑھتے ہیں اس میں بہت ہی کم نمازی شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک مطلق امر کو مقید کرنے کی وجہ سے یہ بدعت ہے اور اس میں شریک ہونا جائز نہیں فضائل اعمال التزام سے پڑھنا بدعت ہے۔

## اصلی کام مقامی علماء کرام ہی کر سکتے ہیں :

ملفوظ نمبر ۲۴ کی پانچویں بات :۔ ''ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کر سکیں گے اور



عوام کو زیادہ فائدہ اپنی جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔'' جماعت کے ذمہ دار افراد اس بات کے بھی قائل نہیں رہے۔ تبلیغی جماعت ایک مستقل فرقہ کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اصل حقیقت سے انحراف کر گئے اب اپنے خود ساختہ مفروضوں پر کارکنوں کی تربیت کی جا رہی ہے۔ کامل اور مکمل دین اپنے خود ساختہ طریق کار کو کہنے لگے ہیں اور ایسی جاہلانہ باتیں عوام میں پھیلا رہے ہیں۔ مثلاً دعوت کے کام میں گھر سے نکلنے کے بعد ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ، ایک روپیہ اپنے اوپر خرچ کرنے میں انچاس کروڑ کا ثواب۔

## ہجرت اور نصرت کا مذاق :

اگر کہیں جماعت آ جائے تو مقامی افراد اگر ان کے ساتھ گشت کی بدعت میں شامل ہو جائیں تو ان کا کام نصرت ہے۔ ان ہجرت اور نصرت ان جاہلوں نے اپنی خود ساختہ بدعات کا نام رکھ لیا ہے۔ ہجرت اور نصرت اتنی سستی اور آسان ہو گئی کہ سہ روزہ میں چلیں جائیں ہجرت اور اپنی بستی یا مسجد میں آئے ہوئے مبلغین کیساتھ گلیوں میں ایک چکر لگا لیا تو نصرت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کو بھی دعوت کے عمل سے مشروط کر دیا۔ اب عوام وخواص سب کا فائدہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے میں ہے اب جماعت کی زیادہ سے زیادہ کوشش وجدو جہد اسی پر صرف ہوتی ہے کہ کسی طرح چلے پر جایا جائے مقامی فائدہ استفادہ کو اہمیت نہیں دیتے۔

ملفوظ نمبر ۱۴۵ میں فرمایا :۔ میری اس بیماری اور کمزوری کی وجہ سے علماء اور اطباء کا مستقل فیصلہ ہے کہ میں بات چیت بالکل نہ کروں حتیٰ کہ سلام و مصافحہ بھی نہ کروں۔ میں اس متفقہ فیصلے کی خلاف ورزی صرف اس دینی فریضہ (اصلاح وتبلیغ) کے احیاء کیلئے کرتا ہوں جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر میں اس کو نہ کروں تو پھر یہ فریضہ اس وقت زندہ نہ ہو سکے گا۔ سورۃ توبہ کی اس آیت سے میں نے یہ سمجھا......

ما کان اهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولا

**یرغبوا بانفسھم عن نفسہ**

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت دین کا کام کچھ لوگوں پر موقوف ہو تو پھر ان کو اپنی جانوں کی پرواہ کرنا جائز نہیں۔ صفحہ ۱۲۱۔ (غور کا مقام ہے کہ اپنے خودساختہ طریق کو فریضہ قرار دے رہے ہیں۔)

یہاں مولانا الیاسؒ صاحب کو صریحاً مغالطہ لگا ہے کہ تبلیغ اسلام کا کام ان پر موقوف ہے اور یہی بڑا مغالطہ ہے جو آگے چل کر گمراہی کا ایک باب کھل گیا۔ وہ یہ کہ اسلام کی تبلیغ ان کے طریق کار میں منحصر ہے۔ یہ تمام واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مولانا الیاس ایک مغلوب الحال شخص تھے اس ملفوظ سے ان علماء کرام کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے جو سمجھتے ہیں اس جماعت میں گمراہی بعد میں آئی ہے۔ یہ گمراہ کن نظریات بانی تحریک ہی کے تھے۔ وہ اپنی خود ساختہ بدعت کو دینی فریضہ سمجھ رہے تھے اور دعوت وتبلیغ کا انحصار اسی خودساختہ طریقہ میں سمجھ رہے تھے۔ جیسا کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی سے کہا کہ ”جب کوئی نہیں کرتا تو مجھے سب کے حصے کا فرض کفایہ ادا کرنا ہے۔“ ملفوظات شیخ (زکریاؒ) صفحہ ۱۳۔

ورنہ دین کا محافظ تو اللہ ہے یہ دین کسی شخص پر منحصر نہیں اور یہ ملفوظ بھی مولانا کے مرض الموت ہی کا ہے۔ دین کیا یہ مروجہ تبلیغ کا انحصار بھی مولانا کی ذات پر نہیں تھا آپ کے صاحبزادے جو نہ تو اس کام کی طرف راغب تھے اور نہ ان کا شرح صدر ہوا تھا اور نہ وہ اس کام کے اس وقت اہل تھے کیونکہ بڑے بڑے تربیت یافتہ قدیم کارکن موجود تھے۔

## نسبی تعلق کی بنا پر امیر بنانا:

صرف نسبی تعلق کی وجہ سے مولانا محمد یوسف کو امیر بنا دیا گیا تھا اور مولانا یوسفؒ نے اس مروجہ تبلیغ کو اپنے والد سے زیادہ ترجیح دی اور عالم اسلام کے علاوہ مغربی ممالک تک کام وسیع کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ مولانا الیاسؒ صاحب کا خیال، صحیح خیال نہیں تھا اور اس آیت پر



منطبق کرنا درست نہیں تھا۔

## قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ:

ملفوظ نمبر ۹۳:۔ فرمایا یہ سفر غزوات ہی کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے اور اس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے۔ یہ اگرچہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا ایک فرد ضرور ہے جو بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ مثلاً قتال میں شفاء، غیظ اور اطفاء شعلہ غضب کی صورت بھی ہے۔ (مولانا نے اس آیت کو فراموش کر دیا کہ **یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم.**) اور یہاں اللہ کے لئے صرف کظم غیظ ہے اور اس کے دین کیلئے لوگوں کے قدموں میں پڑنے اور ان کی منتیں خوشامدیں کر کے بس ذلیل ہونا ہے۔ صفحہ ۷۸۔

## صراط مستقیم سے اعتزال:

گمراہی کی ابتداء ایسی ہی غیر ذمہ دارانہ باتوں سے ہوئی۔ یہ سفر بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہاں مولانا کو صریحاً مغالطہ ہوا ہے اور اپنے صوفیانہ گمراہ کن نظریہ سے ایک قرآن کریم کی صریح آیت کے خلاف حکم لگا دیا اصل دین ہے اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانا۔ جہاں اللہ تعالیٰ واغلظ علیھم کہیں وہاں غیظ اور غضب ہی اعلیٰ صفت ہے۔ جہاں کظم کا موقع ہو وہاں کظم غیظ مناسب ہے۔ دوسری بڑی سنگین غلطی یہ کی کہ جہاد اور قتال فرض ہے اور فرض الٰہی کے مقابلے میں اپنے خودساختہ طریق کار کو افضل قرار دینا صریحاً دین میں تحریف ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرے دین کیلئے لوگوں کے قدموں میں پڑ کر اور ان کی منتیں خوشامدیں کر کے بس ذلیل ہوں۔ اسلام ایک کامل دین ہے۔ اس میں ہر کام کا ایک طریق کار متعین ہے اور اس میں تجاوز کرنا حقیقت میں بدعت ہے اور اسلام کے کام نہ ہونے کا الزام رکھنا ہے۔ دعوت وتبلیغ کے دو میدان ہیں۔ اور دونوں میدانوں میں گذشتہ چودہ صدیوں سے کام ہوتا رہا ہے۔ ایک دعوت وتبلیغ غیر مسلموں کو کرنی ہے اسکا طریقہ قرآن وحدیث میں وضاحت

سے مذکور ہے صحابہؓ نے اس پر عمل کر کے امت کی رہنمائی فرمادی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو
اعمال صالحہ کی دعوت و وعظ و نصیحت کرنا۔ یہاں اصل میں جو تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کو غلط
فہمی ہوتی ہے وہ یہ کہ اپنے ماحول اور معاشرہ کا صحابہ کرامؓ اور بعد والے زمانے پر قیاس کرتے
ہیں حالانکہ خیر القرون میں اس کا تصور بھی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان ہو اور تارک صلوۃ ہو۔ ترک
صلوۃ ایک تعزیری جرم ہے اس جرم کی سزا تین ائمہ کے نزدیک قتل اور احناف کے نزدیک حبس
دوام ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو ایسے کام کیلئے ذلیل کرتا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول ﷺ نے نہ دیا تو یہ ذلیل ہونا ہے۔ اس کے حکم سے افضل کیسے ہوسکتا ہے۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ
نے دیا ہے؟ تبلیغ عام ہو یا خطاب خاص ہو انفرادی عمل ہے اور جہاد ایک جماعتی عمل ہے۔ جذبہ
جہاد ختم کرنے کیلئے انفرادی عمل کو جماعتی شکل میں شروع کیا۔

## مومن اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ

**لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ**

''مومن کو مناسب نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔''

صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ مومن اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ آپؐ
نے فرمایا......

**یتحمل من البلاء لما لا یطیقہ**

''ایسی بلا اپنے ذمہ لے لے جس کے تحمل کی طاقت نہیں ہے۔''

اسلام نے نہ تو عام آدمی پر یہ فرض کیا ہے اور نہ جائز کیا ہے کہ بے عمل مسلمانوں کو
باعمل اور بے نمازی مسلمانوں کو نمازی بنانے کیلئے اپنا گھر بار چھوڑ کر دور دراز کا سفر کرے۔
(حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کا عدم جواز کا فتویٰ موجود ہے۔) اسلام میں ضروری بلکہ جائز



بھی نہیں کہ پشاور والے ان پڑھ دیہاتی کراچی اور سندھ میں دھکے کھاتے پھریں اور سندھ کے
ان پڑھ صوبہ سرحد میں گھومتے پھریں اور جب اپنے ملک میں جائز نہیں تو دوسرے ملکوں میں جانا
اور ملکی دولت کو ایک ناجائز کام میں خرچ کرنا سراسر اسراف ہے اپنے وقت اور مال کا ضیاع ہے
جبکہ نہ ان کی زبان سے واقف ہوں زبان حال سے کہیں......

؎ یار من ترکی و من ترکی نمیدانم

اور بلا شرعی نصوص کے ان کے فضائل، منصوص فضائل سے اعلیٰ کہنا غلو فی الدین نہیں تو
اور کیا ہے؟ اور یہ بات کسی مغلوب الحال شخص کے کے علاوہ کون کہہ سکتا ہے؟

## مولانا الیاسؒ الہامی نبی تھے :

یا وہ کہہ سکتا ہے جو مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو الہامی نبی مانتا ہو۔ ''حضرت مفتی محمود
حسن گنگوہی اور جماعت تبلیغ'' کتاب میں صفحہ ۱۰۸ پر ایک سوال مذکور ہے۔

سوال نمبر۲: حضرت مولانا الیاسؒ صاحب دراصل الہامی نبی تھے انبیاء پر وحی آتی تھی
لیکن مولانا الیاسؒ صاحب ایسے نبی تھے جن کو آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا گویا الہامی نبی
تھے۔ یہ تبلیغی مقرر کی تقریر کا اقتباس ہے۔ مفتی صاحب نے جواب میں اگرچہ اس خیال کی تردید
کردی۔ اور سوال نمبر۲ کا جواب مفتی صاحب حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو نبی کہنا درست
نہ الہامی نبی اور نہ کسی اور قسم کا نبی ایسے عنوانات سے بہت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اس لئے احتراز
واجب ہے اور اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کو ہر آنے والے واقعہ کا
الہام ہوتا تھا۔ مولانا مفتی محمود حسن کا جواب پڑھیں کتنا نرم جواب دیا۔ مفتی صاحب کو لکھنا
چاہئے تھا ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور اس تبلیغی مقرر کو اپنے کفر سے توبہ کرنی چاہئے۔ یہ واقعہ گزشتہ
اوراق میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

## غلو فی الدین کی ایک اور مثال :

ملفوظ نمبر ۲۰۹ میں فرمایا :- دین کی دعوت کا اہتمام میرے نزدیک اس وقت اتنا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک نیا آدمی آئے اور واپس جانے لگے اور پھر اس کے ہاتھ آنے کی توقع نہ ہو تو میرے نزدیک نماز کو درمیان میں توڑ کر اس سے دینی بات کر لینی چاہئے اور اس سے بات کر کے یا اس کو روک کے اپنی نماز پھر سے پڑھنی چاہئے۔ اس بات کی کہاں تک گنجائش ہے یہ کام تو مفتی حضرات کا ہے میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔

## ایک عام مرض :

جب کوئی شخص کوئی کام شروع کرتا ہے اور کام اس کی لگن اور محنت سے چل نکلتا ہے اور لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں شامل ہونے والے لوگ اس شخص کی ایسی باتوں کی تشہیر کرتے ہیں جس سے اس کا بزرگ ہونا، صاحب کرامت ہونا، ولی اللہ ہونا وغیرہ وغیرہ ثابت ہو۔ یہی حال مولانا الیاس کیساتھ ہوا۔

## مثال :

امی بی (مولانا کی نانی) مولانا پر بہت شفیق تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ، اختر (مولانا الیاسؒ صاحب کا دوسرا نام) تجھ سے صحابہؓ کی خوشبو آتی ہے۔ کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں، کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہؓ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ (بحوالہ حضرت مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، صفحہ ۴۵۔)

یہ عقیدت کی کرشمہ سازی ہے ورنہ یہ بات صریحاً باطل ہے اس میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔ عقیدت مندی عقل کو مفلوج کر دیتی ہے بدیہی البطلان بات بھی تسلیم کر لی جاتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے حضرۃ امی بی نے صحابہ کرامؓ کی خوشبو کب سونگھی تھی؟ کیونکہ خوشبو کا تعلق حس



سے ہے اگر کسی آدمی نے کبھی آم کی خوشبو نہ سونگھی ہو وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس چیز سے آم جیسی خوشبو آتی ہے۔ پہلے اس چیز کی خوشبو ذہن میں محفوظ ہو پھر کسی چیز کی خوشبو کو اس جیسا کہہ سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرۃ امی بی نے نہ کبھی صحابہ کرامؓ کو دیکھا اور نہ ان کے ابدان کی خوشبو سونگھی۔ اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کرامؓ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ ''پیر نمے پرند مریداں میپرانند'' والی بات ہے۔

## مولانا الیاس کو اپنے متعلق خوش فہمی :

مولانا الیاسؒ صاحب کو خود بھی اپنے بارے میں مغالطہ ہو گیا تھا اور کہتے تھے اس تبلیغ کا طریقہ مجھے خواب میں القاء کیا گیا ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۰:- ایک مرتبہ فرمایا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضیت ومجاہدہ سے نہیں ہوتی کیونکہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القاء ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے پھر ترقی کیوں نہ ہو گی؟ علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے اسی لئے ارشاد ہے قل ربی زدنی علما۔ پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے۔ (افسوس مولانا محمد الیاسؒ صاحب نے کوئی کتاب اپنی یادگار نہیں چھوڑی اور نہ ان علوم صحیحہ کا کہیں تذکرہ ملتا ہے صرف یہ ملفوظات ہیں ان میں علوم صحیحہ کا کوئی خاص ذکر نہیں صرف چند باتیں مذکور ہیں۔ عبدالرحمٰن) اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی جس سے نیند میں ترقی ہو گئی۔

## اس جماعت کی بنیاد نہ قرآن پر نہ حدیث پر بلکہ خواب پر ہے :

آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اردو میں محاورہ ہے کہ......

"بلی کے خواب میں چھیچھڑے"

دراصل مولانا اس کام میں زیادہ منہمک ہو گئے سوتے جاگتے میں یہی خواب دیکھتے تھے۔ تکمیل دین کے بعد کسی کا القاء اور کشف حجت نہیں ہے۔ دوسرے ہمارے پاس صرف مولانا کے ملفوظات اور مکتوبات ہیں یہ بھی منتشر خیالات ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ اور کہتے ہیں۔

## ثبوت ملاحظہ فرمائیں :

ملفوظ نمبر ۳۸ میں فرماتے ہیں :۔ لوگ میری تبلیغ کی برکات دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ کام ہو رہا ہے حالانکہ کام اور چیز ہے اور برکات اور چیز ہیں۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ ہی سے برکات کا تو ظہور ہونے لگا تھا مگر کام بہت بعد میں شروع ہوا۔ اسی طرح یہاں سمجھو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابھی تک اصلی کام نہیں شروع ہوا۔ (یہ یاد رہے کہ یہ ملفوظ حضرت کی وفات سے ایک ماہ قبل کا ہے۔ عبدالرحمٰن)

## میں سچ کہتا ہوں کہ ابھی تک اصلی کام شروع نہیں ہوا :

جس دن کام شروع ہو جائے گا تو مسلمان سات سو برس پہلے کی حالت کی طرف لوٹ جائینگے اور اگر کام شروع نہ ہوا بلکہ اسی حالت پر رہا جس پر اب ہے اور لوگوں نے اس کو منجملہ تحریکات کے ایک تحریک سمجھ لیا ہے اور کام کرنے والے اس راہ میں بچل گئے تو جو فتنے صدیوں میں آتے وہ مہینوں میں آجائیں گے۔ اس لئے اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

## فتنے آنے کی پیشگوئی حقیقت بن گئی :

اتنی بات تو مولانا محمد الیاسؒ کی درست ثابت ہو گئی کہ جو فتنے صدیوں آتے وہ مہینوں میں آگئے۔ یہ جماعت امت کی تباہی اور بربادی کیلئے ایک فتنہ تو بن گئی کیونکہ جماعت ابھی تک



وہی کام کرتی ہے جو مولانا کی زندگی میں شروع ہوا تھا جس کو مولانا صاحب کہتے ہیں (کہ میں سچ کہتا ہوں کہ اصلی کام ابھی تک شروع نہیں ہوا۔)

## جماعت ابھی تک اسی کام پر گامزن ہے جسکی کوئی منزل نہیں :

جماعت کے ذمہ دار تو اسی کام پر جمے ہوئے ہیں جس کو مولانا کام ہی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اب جماعت کے لوگ ترقی کر کے اسی کام کو مکمل دین تصور کرتے ہیں لیکن مولانا محمد الیاسؒ صاحب نے بھی اصل کام کی کہیں تفصیلات بیان نہیں فرمائی۔ البتہ موجودہ کام جس کو جماعت کے احباب جہاد فی سبیل اللہ قرار دیتے ہیں مولانا اس کو الف، بے، تے کہتے تھے۔ اب یہی الف، بے، تے ہی جہاد فی سبیل اللہ ہو گیا اور اسی پر قناعت کر کے بیٹھ گئے۔ خود مولانا بھی کبھی اس کام کو الف، بے، تے کہتے ہیں اور کبھی اسی کام کو اصلی جہاد کہتے ہیں۔

## مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے بیانات میں صریح تضاد :

مولانا محمد الیاس کو اس تبلیغ کا طریقہ بھی بقول مولانا کے مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اب دونوں باتوں میں صریحاً تضاد ہے۔ کیونکہ جو طریقہ خواب میں منکشف ہوا اس کے مطابق کام شروع کر دیا اور تمام عمر اسی کی کوشش کرتے رہے اور اسکو اصلی جہاد کہتے رہے۔ اب آخری عمر میں فرماتے ہیں کہ اصلی کام ابھی تک شروع نہیں ہوا۔ وہ اصلی کام کیا تھا اس کا کہیں ذکر نہیں۔ مولانا کی آخری زندگی اور بعد میں وہی کام ہوتا رہا ہے اور ابھی تک وہی ہو رہا ہے اصلی کام کا تو کہیں نام و نشان نہیں ہے بلکہ مولانا زکریاؒ صاحب اسی کام کو مدارس اور خانقاہ کے کام سے اونچا فرماتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۴۹ :۔ "علم بدوں ذکر کے ظلمت ہے اور ذکر بدوں علم کے بہت سے فتنوں کا دروازہ ہے۔" جب ذکر بدوں علم کے فتنہ ہے تو تبلیغ بدوں علم کے فتنوں کا دروازہ کیوں نہیں ہے؟

اسی لئے حضرت تھانویؒ اس کام سے ناخوش تھے جیسا کہ مولانا عبد الباری ندوی نے فرمایا۔ (بحوالہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور جماعت تبلیغ صفحہ ۱۷۔)

ملفوظ نمبر ۲۷ :۔ایک صحبت میں فرمایا "تبلیغ و دعوت کے وقت بالخصوص اپنے باطن کا رخ اللہ پاک ہی کی طرف کرنا چاہئے نہ کہ مخاطبین کی طرف گویا اس وقت ہمارا دھیان یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے کسی کام اور ذاتی رائے سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اور اس کے کام کیلئے نکلے ہیں۔" (صفحہ ۳۴)

## کشف کی حقیقت :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہیں اشارۃ بھی اس طرح کی جماعت میں نکلنے کا حکم نہیں دیا اپنے کشف شدہ طریقہ کو صریح اللہ تعالیٰ کا حکم کہہ رہے ہیں جبکہ کشف کی شریعت میں کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں کشف رحمانی ہے یا کشف شیطانی ہے۔ ایسے ظنی اور مشکوک کشف کو اللہ تعالیٰ کا حکم کہنا غلو فی الدین ہے اور اس کام کو ضروری سمجھنے کی وجہ سے بدعت ہے۔ نیز فرمایا اصلی کام ابھی تک شروع نہیں ہوا۔

## حقانی علماء اور صلحاء کی خدمت میں حاضری :

ملفوظ نمبر ۲۹ میں فرمایا :۔ "ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں وہاں کے حقانی علماء و صلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہو اور اُن حضرت کو براہ راست اس کام کی دعوت نہ دیں وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان کو تو وہ خوب جانتے ہیں اور ان کے منافع کا وہ تجربہ رکھتے ہیں اور تم اپنی یہ بات ان کو اچھی طرح سے سمجھا نہ سکو گے یعنی تم ان کو اپنی باتوں سے اس کا یقین نہیں دلا سکو گے کہ یہ کام ان کے دوسرے مشاغل سے زیادہ دین کیلئے مفید ہے اور زیادہ منفعت بخش ہے۔" اس ملفوظ میں مولانا محمد الیاسؒ صاحب نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ عام کارکن، حقانی علماء و صلحاء کو اس



کام کی دعوت نہ دیں۔

## حیرت افزاء دعویٰ :

دوسری بہت ہی خطرناک بات یہ فرمائی کہ وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان دینی مشاغل سے حضرت کا خود ساختہ طریقہ جس کے بارے میں حضرت کو گمان ہے اصل میں وہم ہے کہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا ہے۔ ان علماء کے دوسرے مشاغل سے زیادہ دین کیلئے مفید اور زیادہ منفعت بخش ہے۔ حالانکہ حقانی علماء کرام کے دینی مشاغل اکثر منصوص ہیں۔ مثلاً جو قرآن کریم کی تعلیم چاہے ناظرہ پڑھاتے ہوں یا حفظ کراتے ہوں یا ترجمہ اور تفسیر پڑھاتے ہوں رسول اللہ ﷺ کے فرمان......

خیر کم من تعلم القرآن وعلمه

کے مطابق بہتر کام ہے اور حقانی علماء جو عمومی دعوت کا کام کرتے ہیں اس زمانہ میں مشہور حقانی علماء کرام حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، قاری محمد طیبؒ اور مولانا شیخ الحدیث حسین احمد مدنی وغیرہ جن دینی مشاغل میں مشغول تھے۔ دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم میں جو تدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے ان کی دینی خدمت سے زیادہ منافع بخش اور مفید یہ کام ہے جبکہ خود اقرار کرتے ہیں اصلی کام ابھی تک شروع بھی نہیں ہوا تو یہ غیر اصلی کام اس قرآن و حدیث کی خدمات سے کیسے مفید اور زیادہ منافع بخش ہو سکتا ہے؟ طرفہ تماشہ اور تعجب افزاء یہ ہے کہ حضرت محمد الیاسؒ صاحب خود اپنے شاگرد، بھتیجے اور داماد یعنی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کو نہیں سمجھا سکے کہ وہ جس کام یعنی تدریس اور تصنیف سے یہ کام زیادہ دین کیلئے مفید اور زیادہ منفعت بخش ہے۔ ہر انسان وہی کام کرتا ہے جو مفید اور زیادہ منفعت بخش ہو۔ مولانا محمد الیاسؒ شیخ الحدیث کو یقین نہیں دلا سکے اسی لئے شیخ الحدیثؒ نے مولانا کی زندگی اور بعد میں تدریس اور تصنیف کا کام ترک کر کے تبلیغ میں چلے نہیں لگائے اور نہ اپنے اکلوتے فرزند

محمد یوسف کو یقین دلا سکے۔ وہ بھی اس کام کی طرف راغب نہ ہو سکا۔ اسی طرح اس زمانے کے اکثر حقانی علماء کرام اور صلحاء عظام اس کام میں مشغول نہ ہوئے بلکہ ہزاروں خطوط کے ذریعے مولانا صاحب کو بھی اس کام سے باز رکھنے کی کوشش جس کا ذکر مولانا محمد زکریاؒ نے "تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات" میں اقرار کیا ہے۔ یہ عام لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ اس جماعت کو اس وقت کے تمام علماء حقانی کی تائید حاصل تھی۔ مولانا مفتی عبدالقدوس اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں "اس موقع پر صاف لفظوں میں اس حقیقت کا اظہار بھی نامناسب نہ ہوگا کہ راقم السطور جماعت تبلیغ کی سرگرمیوں کا اچھی طرح سے مطالعہ و مشاہدہ اس وقت سے برابر کرتا رہا ہے جب جماعت کی (بقول جماعت) یہ چلت پھرت بڑی حد تک اپنے ابتدائی دور میں تھی اور اس وقت کے اکابر علماء بڑی حد تک اس سے کنارہ کش تھے اور وسب ہی اس کے مجموعی طریق کار کو حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے خاص دھیان و ذوق اور ان کے اپنے اجتہاد پر مبنی سمجھتے ہوئے اسے اختلاف سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے۔ ان حضرات کا یہ تصور اجمالی بڑی حد تک حقیقت پر مبنی تھا کیونکہ یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر تبلیغ کا مخاطب اول خود حضور اکرم سرور کائنات ﷺ کو بنایا اور فرمایا......

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

"اے رسول ﷺ جو کچھ بھی احکام آپ کی طرف نازل کئے ہیں انہیں (امت تک) پہنچا دیجئے۔"

کتب تفسیر و کتب حدیث کی تصریحات کو نظر میں رکھا جائے اور اسی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بھی پس پردہ نہ رہ سکے گی کہ آیت مذکورہ بالا میں آئے ہوئے لفظ تبلیغ کا کوئی خاص مفہوم اور خاص طریقہ حضور اکرم ﷺ نے نہیں اپنایا تھا۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کا مطلب پیغام رسانی اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانا ہی لیا تھا۔



قرآن مجید اور احادیث میں لفظ تبلیغ کیساتھ ساتھ ایک دوسری تعبیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی ملتی ہے۔ ان تعبیرات پر عمل درآمد کا کوئی مخصوص طریقہ (مثلاً گشت کر کے لوگوں تک بات پہنچانا) متعین طور پر تبلیغ کا مصداق نہیں تھا۔ لفظ تبلیغ اپنے اصلی اور متبادر کے لحاظ سے بڑی گنجائش رکھتا ہے جسے ماضی میں بعض مخصوص حالات کے پیش نظر ایک خاص طریقہ کیلئے مخصوص کر لیا گیا۔ بہت ممکن تھا کہ حضرات علماء کرام اس اخیر مفہوم کو نظر انداز کر دیتے لیکن زیادتی یہ کی گئی کہ جماعت تبلیغ کے نادان، بے علم و پر جوش مبلغوں نے اپنے اس مخصوص اور اختراعی طریقہ ہی کو مصداق تبلیغ قرار دینے اور اسی کو دوسروں سے منوانے پر اصرار شروع کر دیا۔ چنانچہ دیکھا یہی جا رہا ہے کہ حقیقت سے بے خبر یہ طبقہ جو صرف ایمان و یقین کی خالی رٹ لگائے اور دین کی سنت جیسے بھاری بھرکم الفاظ بول کر دین کی مختلف النوع محنتوں کو بیکار اور رائیگاں بتا کر صرف اپنے مخصوص طریقہ تبلیغ کا پابند دیکھنا چاہتا ہے۔ جس سے

مَنْ لَمْ يَخْرُجْ فِى الْجِلَّةِ فَلَيْسَ مِنَ الْمِلَّةِ

کی حدیث پیدا ہوگئی۔ بات کا قابل توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک نہایت درجہ اہم پہلو تعلیم دین تھا جو اسی لفظ تبلیغ کے عام مفہوم کی ایک خاص شکل بھی اور جس کیلئے حضور اقدس ﷺ نے انما بعثت معلما "میں معلم اور استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔) فرما کر اپنی مسجد نبویؐ میں طالبان علم دین کیلئے مدرسہ صفہ بھی قائم فرما دیا تھا۔ آج ان پر جوش مبلغین کی تقریروں میں ان دینی مدارس اور ان کے معلمین کے خلاف کیسی کیسی بے باکی و جسارت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور یہ سب اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ یہ ظالم مبلغین اس درجہ بے خبر ہیں جنہیں نہ تو علم کی حقیقت معلوم ہے نہ ہی تعلیم کی فضیلت کا پتہ ہے۔ جماعت تبلیغ کی موجودہ سرگرمیوں سے پہلے تبلیغ کا یہ جماعتی مخصوص طریقہ کار حضرات اکابر علماء کیلئے کسی طور بھی قابل قبول نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور ان کے ہم فکر اہل علم روز اول ہی سے اس سے

اتفاق نہ کر سکے تھے۔ لیکن اس وقت کے حالات بھی یقیناً ایسے نہ تھے کہ اس کے خلاف کوئی محاذ آرائی کی جاتی۔ چنانچہ جب تک بات حدود سے آگے نہیں بڑھی تھی جماعت تبلیغ کے طریق کار سے اختلاف رکھنے والے اہل علم نے بھی عام طور پر تو اظہار اختلاف نہیں کیا تھا۔ لیکن اہل حق کا ایک طبقہ برابر ایسا رہا ہے جس نے خاموشی کو بھی ناروا سمجھا اور فریضہ حق گوئی ادا کیا۔ پچھلے چند سالوں سے کچھ اہل حق نے فریضہ اظہار حق کی ادائیگی شروع کی تو جماعت کے پر جوش مبلغین اپنے اصل روپ میں سامنے آ گئے۔ دیکھا یہ جا رہا ہے کہ جس جماعت میں بنیادی چھ باتوں میں ایک اہم درس اکرام مسلم دیا جاتا ہے۔ اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ اکرام مسلم کا نعرہ لگانے والی یہ جماعت اکرام علماء اور احترام علم کیلئے بھی تیار نہیں ہے بلکہ بعض باتوں میں تو اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ اب تو اکرام علماء کرنے کی بجائے انکو ایسے مکالمہ کا مستحق سمجھا جانے لگا ہے جس کو کسی دین دشمن کیساتھ کیا جا سکتا ہو۔ اس صورت حال کا اندازہ رسالہ میں درج ذیل بعض فتنوں سے متعلق پیش آنے والے اس ردعمل سے ہوسکتا ہے جس کا ذکر بعض خطوط میں کیا گیا ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ "التبلیغ" برطانیہ مارچ ۲۰۰۳ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۲۴ھ)

## ایک خطرناک دعویٰ :

ملفوظ نمبر ۲۸ :- فرمایا "کیسا غلط رواج ہوگیا ہے دوسرے لوگ ہماری بات مان لیں تو اس کو ہم اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور نہ مانے تو اس کو ہماری ناکامی سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس راہ میں یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے۔ دوسروں کا ماننا نہ ماننا تو ان کا فعل ہے ان کے کسی فعل سے ہم کامیاب یا ناکام کیوں کئے جائیں ہماری کامیابی ہی ہے کہ ہم اپنا کام پورا کریں۔ (یہاں تک تو مولانا کی بات درست ہے لیکن آگے بہت ہی خطرناک دعویٰ کر دیا۔ عبدالرحمٰن ) اب اگر دوسروں نے نہ مانا تو یہ ان کی ناکامی ہے۔" ہر مسلمان اپنے دین پر عمل کرتا ہے ناکامی تو صرف مامور من اللہ کی بات نہ ماننے میں ہوتی ہے۔ جبکہ مولانا الیاسؒ صاحب کی دعوت کو اس وقت



کے علماء کرام کی اکثریت نے نہیں مانا تو کیا وہ ناکام ہوگئے اگر مولانا موصوف اپنے کو مامور من اللہ سمجھتے ہوں جیسا کہ مولانا صاحب نے ایک بار ذکر کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے دوران میں مجھے اس کام کیلئے امر ہوا، ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ یہ مولانا محمد الیاس کا وہم تھا اس وہم کو اپنی غلط توجہ سے امر الٰہی سمجھ لیا۔ اور اسی وجہ سے حکم لگا دیا کہ اب اگر دوسروں نے نہ مانا تو یہ ان کی ناکامی ہے لیکن مولانا موصوف کا دائرہ کار تو مسلمان تھے خاص طور پر علماء کرام سے شکایت تھی کہ وہ ان کی دعوت کیوں نہیں قبول کرتے؟

## مولانا محمد الیاس صاحب ایک مغلوب الحال شخص تھے :

مولانا محمد الیاس صاحب ایک مغلوب الحال شخص تھے۔ ایک ہی ملفوظ میں متضاد باتیں کر جاتے ہیں۔ اب ملفوظ نمبر ۳۰ ملاحظہ فرمایئے :- فرمایا "اگر کہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماء اور صلحاء اس کام کی طرف ہمدردانہ طور پر متوجہ نہیں ہوتے تو انکی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔ بلکہ سمجھ لیا جائے کہ چونکہ دین کے خاص خادم ہیں اس لئے شیطان ان کا ہم سے زیادہ گہرا دشمن ہے۔" (یہ مولانا کا اکرام مسلم اور تعظیم علماء کرام اور صلحاء عظام ہے کہ وہ شیطانی اغواء کی بنا پر ہمارے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کوئی ٹھکانہ ہے تعلّی کا کہ خیال نہ کیا کہ ہوسکتا ہے شیطان میرا دشمن ہو مجھے ہی امت میں فتنہ ڈالنے کیلئے آلہ بنا لیا ہو۔ عبدالرحمٰن ) مولانا صاحب ایک ہی بات میں دو متضاد خیال ظاہر کرتے ہیں اور علماء اور صلحاء کو بدگمانی سے بچانے کیلئے یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ علماء کرام پر اس کام کی پوری حقیقت ابھی کھلی نہیں ہے اس لئے وہ متوجہ نہیں ہوئے یعنی متوجہ نہ ہونے پر حق بجانب ہیں۔ (اسی وجہ سے اس طریقہ کے خواب میں منکشف ہونے سے پہلے مولانا بھی اس کام کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ عبدالرحمٰن ) لیکن دوسرے ہی سانس میں فرماتے ہیں کہ شیطان ان کا گہرا دشمن ہے شیطان ان کو متوجہ نہیں ہونے دیتا ہے۔ اب کارکن اچھا اکرام مسلم کریں گے۔ اسی لئے اس جماعت میں عام مسلمانوں کا

تو احترام ہے باطل قوتوں اور رافضی شیعہ، غیر مقلدین، اہل بدعت، یہود و نصاریٰ کے خلاف کبھی نہیں بولتے بالکل گنگ اور خاموش رہتے ہیں۔ اور علماء حق اور اہل حق جو ان جہلاء کے ساتھ مل کر نہ بیٹھتے ہوں ان کے خلاف ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔ یہ عجیب اکرام مسلم کا مظاہرہ ہے۔

## مولانا تقی عثمانی کی شکایت :

مولانا تقی عثمانی نے بھی اس بات کی شکایت کی ہے کہ "اب جماعت میں یہ رجحان فروغ پا رہا ہے کہ فتویٰ تبلیغیوں کو اس عالم سے لینا چاہئے جو تبلیغ میں لگا ہوا ہو۔" (مولانا محمد تقی عثمانی کی کیسٹ تبلیغی جماعت اور جہاد)

اور تقریر ترمذی جلد نمبر 2 صفحہ 217 پہ ہے "یہ بات چل پڑی ہے کہ اب تبلیغ کرنے والوں کو اس مفتی سے فتویٰ پوچھنا چاہئے جو تبلیغ میں لگا ہوا ہو۔ دوسرے علماء سے پوچھنا ٹھیک نہیں۔

## مالداروں کیساتھ جماعت کا رویہ :

ملفوظ نمبر ۵ میں فرمایا :- "بعض اہل دین اور اصحاب علم کو استغناء کے باب میں بڑا سخت مغالطہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ استغناء کا مقتضی یہ ہے کہ اغنیاء اور اہل ثروت سے مطلقاً ملا ہی نہ جائے اور ان کے اختلاط سے کلی پرہیز کیا جائے۔ حالانکہ استغناء کا منشاء صرف یہ ہے کہ ہم ان کی دولت کے حاجت مند بن کر ان کے پاس نہ جائیں اور طلب جاہ و مال کیلئے ان سے نہ ملیں لیکن ان کی اصلاح کیلئے اور دینی مقاصد کیلئے ان سے ملنا اور اختلاط رکھنا ہرگز استغناء کے منافی نہیں بلکہ یہ تو اپنے درجہ میں ضروری ہے۔" اس میں اہل دین اور اصحاب علم کو مغالطہ نہیں ہوا بلکہ مغالطہ خود مولانا موصوف کو ہوا ہے۔ مولانا اغنیاء کی نفسیات سے واقف نہیں تھے ورنہ وہ ایسی غلط بات کبھی نہ کہتے اہل علم کا اغنیاء کے در پہ جانا علم کی بے قدری ہے۔ اور اس سے ان کی اصلاح



بھی نہیں ہوگی اصلاح کی ان کو ضرورت ہے۔ ضرورت مند اور حاجتمند آتا ہے۔ مریض حکیم طبیب کے پاس آتا ہے نہ کہ ضرورت مند کے پاس جا کر اسکو بتلائیں کہ تو ضرورت مند ہے اصلاح کا محتاج ہے میں تیری اصلاح کرنے آیا ہوں تو بیمار ہے میں تیرا علاج کرنے آیا ہوں۔ یہ الٹی گنگا بہنے کے مترادف ہے۔ مولانا موصوف اگر استحسان کے درجے میں کہتے تو شاید کچھ گنجائش ہوتی لیکن مولانا تو فرماتے ہیں "بلکہ یہ اپنے درجہ میں ضروری ہے۔"

## اسلام نے علماء کرام کو مالداروں کے در پہ جانے کا حکم نہیں دیا :

اسلام میں تو علماء کیا کسی مسلمان کیلئے بھی ضروری نہیں کہ مالداروں کے در پہ جا کر اپنی عزت و وقار کو داؤ پر لگائیں۔ اس بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا قاسم العلوم محمد قاسم نانوتوی کا اصول صحیح ہے کہ اہل علم اغنیاء اور اہل ثروت کے دروازے پر نہ جائیں البتہ اگر وہ سائل بن کر اہل علم کے پاس آئیں تو ان کا پورا احترام و اکرام کریں اسی میں دونوں کی بھلائی ہے۔

## حکومت و اقتدار کسبی ہے نہ کہ وہبی :

ملفوظ نمبر ۱۰ :- اس سوال پر کلام کرتے ہوئے کہ "مسلمانوں کو حکومت و اقتدار کیوں نہیں بخشا جاتا؟" اس وقت اکثر اسلامی ممالک سامراج کے قبضے میں تھے یہاں حضرت مولانا الیاسؒ صاحب کو بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت و اقتدار وہبی ہے حالانکہ حکومت و اقتدار کسبی ہے۔ برصغیر کی حکومت و اقتدار سامراج سے چھین کر اہل وطن حاکم بن گئے اور مسلم لیگ نے رامراج اور سامراج دونوں کو مات دیکر دنیا کے سیاسی نقشہ کو تبدیل کر کے ایک اسلامی ملک بنا دیا۔ بعد میں اگرچہ علماء کرام کی غفلت اور اس بے عمل جماعت کی وجہ سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے جن مقاصد کیلئے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ یہ جماعت بے عمل اس لئے ہے کہ لاکھوں افراد کو سیاست سے لاتعلق کر کے میدان سیاست بے دین ملحدین کیلئے

چھوڑ دیا اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا جذبہ ختم کر دیا اور جہاد کا ولولہ اور شوق مٹا کر اپنے کار کنوں کو عضو معطل اور جسد مفلوج بنا دیا۔

## بانی جماعت کو سیاسی سوجھ بوجھ نہیں تھی :

مولانا موصوف کو سیاسی سوجھ بوجھ نہ ہونے کے برابر تھی۔ دور محکومی میں زندگی بسر کی اور یہ خیال کیا کہ انگریزوں کو حکومت اور اقتدار اللہ نے بخشا ہے حالانکہ انگریزوں نے اقتدار و حکومت دجل و فریب اور غداری سے حاصل کی تھی اور جب کمزور ہو گئے تو مقبوضات ایک ایک کر کے آزاد ہو گئے کبھی انگریزوں کی بادشاہی کا یہ حال تھا کہ ان کی سلطنت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ سورج ان کی بادشاہی میں طلوع ہی مشکل ہوتا ہے۔

## جماعت کا عمل قول سے برعکس :

ملفوظ نمبر ۲۱ :- اس کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ جو بات جتنی زیادہ اہم اور جتنی زیادہ ضروری ہو اسکی طرف اسی قدر توجہ دی جائے اور یہ چیز معلوم ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے۔ اور معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے جس کام کیلئے سب سے زیادہ محنت کی اور سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کیں وہ کام تھا کلمہ کا پھیلانا۔ یعنی بندوں کو خدا کی بندگی کیلئے تیار کرنا اور اسکی راہ پر لگانا تو یہی کام سب سے زیادہ اہم رہے گا اور اس کام میں لگنا اعلیٰ درجہ کا خدا کے کام میں لگنا ہو گا۔

" کلمة حق ارید به باطل "

مولانا الیاسؒ صاحب نے اسوہ حسنہ، محنت اور تکلیف کا ذکر کر کے اصل بات کا ذکر نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے کلمہ کی اشاعت کفار میں کی اور کلمہ پھیلانے کیلئے آپ نے ۲۵ دفعہ جنگی اسلحہ زیب تن کر کے مسلح لشکر کی قیادت کی اور آپ کی کمان میں کفار کیساتھ قتال کیا اور ۵۵ دفعہ مختلف امراء کی کمان میں قتال کیلئے لشکر روانہ کئے کلمے کی اشاعت اور اسلامی ریاست کی



توسیع کیلئے ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ یا قتال کیلئے سفر میں رہے یا قتال کی تیاری میں مصروف رہے۔ ان غزوات اور فتوحات کا یہ جماعت کبھی بھی ذکر نہیں کرتی اس جماعت کا صرف یہ جرم یعنی حضور اکرم ﷺ کی سیرت کو اور صحابہ کرامؓ کی جان نثاری کے واقعات کو مسخ کرنا ہی اتنا بڑا ہے کہ اگر کوئی اور جرم نہ بھی تو ان کی گمراہی کیلئے کافی ہے۔ ابتداء میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو کوشش حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے کیں ان واقعات سے کفار کا ذکر غائب کر دیا اور آہستہ آہستہ اپنے مخصوص الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ اللہ کا راستہ، محنت، اللہ کیے راستہ کی محنت، جدو جہد، بالآخر اپنے خود ساختہ طریقہ کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دے کر اصلی جہاد کے فضائل اپنے نقلی مجاہدین پر منطبق کرنے شروع کر دیئے۔

## باخبر علماء کرام کی بروقت گرفت :

علماء کرام نے بروقت اس گمراہی سے مولانا الیاسؒ صاحب اور ان کے متعلقین کو باخبر کر دیا تھا۔ مولانا الیاسؒ صاحب اس وجہ سے کہ ان کو یہ طریقہ تبلیغ خواب میں منکشف ہوا ہے اور خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بحوالہ ملفوظ نمبر ۵۰) اور مولانا کو امر ہوا کہ "ہم تم سے کام لیں گے۔" اس کی تفصیل اور حوالہ گزر چکا ہے اس لئے معترضین کے اعراضات کو گوزشتر سمجھتے تھے۔ دوسرے نمبر پر الشیخ الحدیث مولانا زکریاؒ تھے۔ انہوں نے اس بات کا تو اقرار کیا کہ سینکڑوں اعتراضات ہوئے خاص طور پر سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ تبلیغ والے جہاد کی احادیث کو اپنے تبلیغی اسفار کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور تعجب اس پر ہے کہ یہ اشکال عوام کی بجائے اہل علم کی طرف سے زیادہ آیا ہے۔

## حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا بے جا تعجب :

(مولانا زکریاؒ کا تعجب کرنا بے جا ہے کیونکہ گمراہی کی نشاندہی اہل علم ہی کرتے ہیں یہ تعجب کی نہیں افسوس کی بات ہے۔ شیخ الحدیث ہو کر اتنی موٹی اور بدیہی بات بھی نہ؟

اہل علم کی طرف سے اس قسم کے اشکالات کا کوئی معقول جواب تو نہیں دے سکے جہاد کے لغوی معنی کا سہارا لے کر جماعت کیلئے گمراہی کا راستہ کھول دیا۔ اور آخر میں ایک موضوع روایت سے غلط استدلال کرتے ہوئے صریحاً (خدا معاف کرے) کذب بیانی سے کام لیا۔ حدیث یہ ہے

''رجعنا من الجهاد الصغر الى الجهاد الاكبر''

یہ حدیث مختلف طریق سے نقل کی گئی ہے۔ اہل علم حوالہ دیکھنا چاہیں تو لامع الدار کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (بحوالہ جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات صفحہ تین مکتبہ خلیل۔)

اہل علم کی حیرت کی انتہاء نہ رہے گی جب اتنا ذمہ دار شخص اتنی غیر ذمہ دارانہ بات کرتا ہے۔ لامع الدار کے حاشیہ پر کوئی مختلف طرق نہیں ہے۔ دوسرے شیخ الحدیث کا جواب ہی بالکل غلط ہے۔ احادیث میں الجہاد کا ذکر ہے اور الجہاد ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ ابتدائی تین چار صدیوں تک جہاد ایک قسم کا تھا۔ مسلح لشکر کیساتھ کفار کے مقابلہ کیلئے جانا قتال ہو یا نہ ہو، دشمن سے مڈبھیڑ ہو یا نہ۔ اور جب جہاد کی نسبت فی سبیل اللہ کی طرف ہو تو اس سے کچھ اور مراد نہیں ہوتا تبلیغی جماعت کے اسفار پر جہاد کا اطلاق کرنا انتہائی درجہ کی گمراہی تھی۔ جس کا نتیجہ جہاد سے اغراض کی صورت میں برآمد ہوا جیسا کہ بندہ پہلے ذکر کر چکا ہے۔ اب تو جماعت میں ایسے دجال بھی پیدا ہو گئے ہیں جو اصلی جہاد کا کھلم کھلا (اقدامی جہاد) انکار کرتے ہیں اور بعض دجال کہتے ہیں ہتھیار وتھیار کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں......

''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ''

''اور ان کے مقابلے کیلئے جس قدر اسلحہ تم جمع کر سکتے ہو کرو اور جس قدر گھوڑے باندھ سکو مہیا کئے رہو۔ تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اپنے دشمنوں کو دہشت زدہ رکھو اور ان کے علاوہ



دشمنوں کو بھی جن کو تم نہیں جانتے ہو اللہ جانتا ہے خوفزدہ رکھو۔''

اس آیت کریم میں اسلحہ جمع کرنا اور تیار کرنا ہے جس سے دشمن دہشت زدہ رہے چاہے ایٹم بم ہو، میزائل ہو، ٹینک ہو، ہوائی جہاز ہو، غرض اتنا اور ایسا اسلحہ رکھنے کا حکم ہے جس کی دشمن پر دھاک بیٹھ جائے اب اس صریح حکم خداوندی کے مقابلے میں جماعت کے ذمہ دار مبلغ جب یہ کہتے ہیں ہتھیار وتھیار کی کوئی ضرورت نہیں تو آپ اس کو دجال کے علاوہ کیا لقب دیں گے؟ انہی سہ روزوں اور چلوں کو دعوت وتبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ قرار دیکر جس کو مولانا محمد الیاسؒ صاحب چلت پھرت اور اپنے نصاب کی الف، بے، تے کہتے ہیں اور اسی کو اصلی کام بھی تسلیم نہیں کرتے۔

## کیا دعوت وتبلیغ یہی ہے؟

امت مسلمہ کو اسی راستہ پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر دعوت وتبلیغ کا مصداق یہی چلت پھرت ہے جیسا کہ جماعت کے لوگوں کا یہی ذہن بن چکا ہے اور عام لوگوں کو یہی تاثر دیا جا رہا ہے تو امت مسلمہ چودہ سو سال سے اس دینی شعبہ کی تارک رہی اور اکثریت جو ابھی تک اس نام نہاد طریقہ کے قائل نہیں وہ دعوت وتبلیغ کے تارک ہیں۔ صرف مولانا محمد الیاسؒ دہلوی نے ہی اس کو زندہ کیا بلکہ شروع کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر صحابہ کرامؓ سمیت امت کے تمام فقہاء، محدثین، اولیاء اللہ بزرگان دین، اکابر امت بلکہ جمیع امت کو اس اہم شعبہ دین کا تارک اور مجرم کہو اور اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر دعوت وتبلیغ کا اصلی فریضہ تو مجاہدین امت جو باطل سے برسر پیکار تھے اور ہیں وہ سرانجام دیتے رہے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ فریضہ امت کے اولیاء کرام، علماء کرام، واعظین، مصنفین، تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس کے ذریعے ہمیشہ ادا کرتے رہے ہیں۔ خود مولانا الیاس صاحب کا عالم ہونا اور صاحب نسبت ہونا اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے اور بہت سے لوگوں کو شائد یہ بات معلوم نہ ہو کہ

میوات میں تبلیغ اور مکاتیب مولانا الیاسؒ صاحب کی تحریک سے پہلے حضرت تھانویؒ اور دارالعلوم دیوبند کی جماعت نے شروع کی جس کی سربراہی حضرت شمس الحق افغانیؒ نے کی اور اس جماعت کی واپسی پر ایک جلسہ کیا گیا اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی دستار مبارک حضرت شمس الحق افغانیؒ کے سر پر رکھ کر خوشی کا اظہر کیا۔ اب بے خبر لوگوں نے حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کو دعوت وتبلیغ کا موجد قرار دے دیا۔ اور تصنیف اور تالیف درس وتدریس اور علماء عظام کی اہمیت گھٹا کر اس مروجہ چلت پھرت کو سب سے اعلیٰ و برتر اصل دعوت وتبلیغ قرار دیا جارہا ہے۔ عالم محو حیرت ہے کہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اپنی راہ پر چلنے والے سنتوں کے دشمن ہیں۔ دراصل یہ عمل جو یہ نام نہاد تبلیغی جماعت کر رہی ہے تذکیر ونصیحت ہے نہ کہ دعوت وتبلیغ کیونکہ اس کو دعوت وتبلیغ کہنے اور سمجھنے سے یہ غلط فہمی اور گمراہی عام ہو رہی ہے اور عوام اصل دعوت وتبلیغ کے اہم بنیادی شعبہ جات کی اہمیت سے آنکھیں چرا کر منہ موڑ رہے ہیں۔ لفظوں کا سہارا لے کر بعض برین واش تبلیغی جماعت کے حمایتی اس کو دعوت وتبلیغ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہر حال اس طریقہ کار کو ضروری قرار دینا بدعت ضالہ ہے۔ کیونکہ تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور اسکو جماعتی شکل دینا صرف جذبہ جہاد مٹانے کی کوشش ہے اسلام میں ایسا احمقانہ اور فضول طریقہ اور مال ضائع کرنے کی اجازت جائز نہیں۔

اب اس جماعت کا ہدف مدارس ہیں خاص طور پر جب مدارس میں چھٹیاں قریب ہو تی ہیں تو اس جماعت کو مدارس کی مساجد میں دیکھا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مدارس اور ان کے زیر انتظام مساجد نماز، تلاوت اور تعلیم وغیرہ سے آباد نہیں ہوتیں جو ان میں آ کر یہ لوگ ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم دین سے غافل لوگوں کو دین کی طرف راغب کرتے ہیں اور بے عمل مسلمانوں کو عمل کی ترغیب دیتے ہیں اور لوگوں کو دین سکھانے کیلئے ان کو گھروں سے



نکالتے ہیں جبکہ مدارس کی مساجد میں یہ سب باتیں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ آباد مسجد میں آ کر ان کے نظام تعلیم وغیرہ میں مداخلت کرنا یہ جذبہ دینی ہے یا جذبہ دخل اندازی یا مداخلت؟ کیا یہ جماعت اپنے مراکز کی مساجد میں علماء کرام کو وعظ ونصیحت کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جب یہ اپنی مساجد میں اپنے پروگرام کے علاوہ کسی عالم کو بیان کرنے کی اجازت اور سننے کی سکت نہیں رکھتے تو ان جہلاء کا کیا حق ہے کہ مدارس کی مساجد کو اپنی آماجگاہ بنائیں؟

## مدارس کے ذمہ داروں کو اس جماعت کے کارکنوں کو اپنی مساجد میں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے :

مدارس کے تمام مہتمم صاحبان کو چاہئے کہ ان تخریب کاروں کو اپنی مساجد میں نہ گھسنے دیں۔ ''جیسے کو تیسا'' پر عمل کریں۔ یہ لوگ اپنے زیر انتظام مدارس اور مرکزی مساجد میں علماء حق مشائخ عظام اور مجاہدین کو بیان نہ کرنے دیں تو تعصب نہیں اور ایسا ہی سلوک ان کیساتھ کیا جائے تو تعصب کہلایا جائے۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

## جہاد فی سبیل اللہ ماننے کا نتیجہ :

اس جماعت کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ دینے سے ایک نتیجہ برآمد ہوا کہ اس جماعت کے کارکن علماء اور مشائخ کی بے ادبی کرتے ہیں اور ان سے معلوم کرتے ہیں کہ حضرت! کیا اللہ کے راستہ میں آپ کا کوئی وقت لگا ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جو لوگ زندگی بھر قرآن وحدیث، فقہ اسلامی، جمعہ، عیدین، وعظ ونصیحت، دینی جلسے وبیانات، تصنیف وتالیف وارشاد وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں ان سے ایک عام کارکن سوال کرتا ہے کہ کیا اللہ کے راستہ میں آپ کا کوئی وقت لگا ہے؟ آخر اس قدر جسارت اور بے ادبی کی جرأت انہیں کیسے پیدا ہوئی؟ یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی عالم اور قاری سے پوچھے حضرت! آپ نے بغدادی قاعدہ یا نورانی قاعدہ

پڑھا ہے؟ یا کسی مدرس سے پوچھے حضرت! آپ نے کبھی مدرسہ میں بھی پڑھا ہے؟ ان عقل کے اندھوں کو یہ تہذیب ہی نہیں کہ کس سے کیا پوچھنا ہے؟ اور یہ نوبت اس لئے آئی کہ علماء کرام اس جماعت کی اصلیت سے بے خبر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بھی دین کا ایک شعبہ سنبھالا ہوا ہے اور کام ہو رہا ہے۔ بدعت کو دین کا کام سمجھ لیا۔ کیا امت کے اجتماعی مسائل سے آنکھیں موند کر شب جمعہ، سہ روزے اور چلوں کی رٹ لگائے جانا احکام کتاب وسنت کا یہی تقاضا ہے؟ یہ تو مجمع لگانے والے حکیم کی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک کے تمام امراض جسمانی شمار کرتا ہے، تمام بیماریوں کو گنتا ہے، نزلہ زکام سے کینسر تک بیماریاں گننے کے بعد تان یہاں آ کر توڑتا ہے کہ بس یہ چورن کی پڑیا لیجئے اور مکمل راحت سکون حاصل کیجئے۔

یہ تماشہ ہمیں تو ایسا ہی لگتا ہے۔ یہود ونصاریٰ وغیرہ دشمنان اسلام اور اہل اسلام اسلام کا وجود مٹانے کے درپہ ہیں اور یہ جماعت بجائے امت کو جرأت سے مقابلہ کیلئے تیار کرے اور غافلوں کو بیدار کرنے کے بجائے کفار کیلئے تر نوالہ بنانے کی فکر میں ہیں کہ بس جہاد و قتال کا نام دنیا میں باقی نہ رہے کیونکہ بانی تحریک کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے۔ (بحوالہ مکتوب مولانا الیاسؒ صاحب بنام الشیخ الحدیث ۲۲ رمضان ۱۳۵۹ھ)

ملفوظ نمبر ۴۴:- ایک بار فرمایا: حدیث میں ہے......

من لا یرحم لا یرحم ارحموا من فی الارض یرحمکم من الاسماء

مگر افسوس لوگوں نے اس حدیث کو بھوک اور فاقہ پر رحم کیساتھ مخصوص کر لیا اس لئے ان کو اس شخص پر رحم آتا ہے جو بھوکا پیاسا ہو ننگا ہو مگر مسلمانوں کی دینی محرومی پر رحم نہیں آتا۔ گویا دنیا کے نقصان کو نقصان سمجھا جاتا ہے لیکن دین کے نقصان کو نقصان نہیں سمجھا جاتا پھر ہم پر آسمان والا کیوں رحم کرے جب ہمیں مسلمانوں کی دینی حالت ابتر ہونے پر رحم نہیں۔



## اللہ تعالیٰ کا رحم مولانا کی سمجھ کا پابند نہیں:

مولانا موصوف اپنے خود ساختہ طریق تبلیغ میں اتنے منہمک اور محو ہو گئے تھے کہ جو احادیث اس مروجہ طریقہ کار کے متعلق ہو یا نہ ہو اسے کھینچ تان کر اپنے طریق کار پر منطبق کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ مولانا کا دین کے بارے مطالعہ بس واجبی سا معلوم ہوتا ہے ورنہ ایسی ایسی غلطیاں نہ کرتے۔ مولانا صاحب نے یہ بھی نہ سوچا کہ رحم کس پر کیا جاتا ہے رحم مجبور، بے بس اور لاچار پر کیا جاتا ہے۔ اور اسلام تو انسانوں ہی نہیں جانور پر بھی رحم کا درس دیتا ہے۔ لیکن قابل رحم وہ شخص ہے جس کی حالت غیر اختیاری طور پر قابل رحم ہو مثلاً اس بھوکے ، پیاسے اور ننگے پر رحم آئیگا جس کے پاس کھانے اور پہننے کا ساز وسامان نہ ہو اگر کوئی کپڑے ہونے کے باوجود ننگا پھرے تو آپ کا رحم کرنا بیکار ہے وہ آپ کے دیئے ہوئے کپڑے قبول ہی نہیں کرتا۔ اسی طرح کوئی شخص روزے رکھتا ہے تو اس کی بھوک پیاس قابل رحم نہیں بلکہ قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے بھوکا پیاسا رہا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قابل رحم وہی ہوتا ہے جو بے بس اور مجبور ہو اور وہ مسلمان جو اپنے ارادے اور اختیار کے باوجود جاننے اور منع کرنے کے اعمال صالحہ کی بجائے منکرات میں مبتلا ہیں وہ مجبور اور بے بس نہیں ہیں اور نا بے خبر ہیں۔ مثلاً کسی بھی تارک الصوم والصلوۃ سے دریافت کریں الصوم، الصلوۃ فرض ہے یا نہیں؟ اور حلال وحرام، چوری زنا، رشوت، جھوٹ، غیبت، ظلم ان سب امور کا تقریباً نوے فیصد مسلمانوں کو معلوم ہے۔ مولانا موصوف کو خود تجربہ تھا کہ گشت کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ سو آدمیوں میں سے دس فیصد مسجد تک آتے اور دوسرے دن پھر وہی حالت ہو جاتی ایک فیصد سے بھی کم لوگ ایسی بے روح تبلیغ کو قبول کرتے ہیں۔ ستر اسی فیصد مسلمان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم فرائض کو ترک کر کے گناہگار ہیں اور ایسے مسلمان جو جان بوجھ کر بد عملی میں مبتلا ہیں اور یہ دینی نقصان وہ خود اپنے اختیار سے کرتے ہیں وہ قابل رحم نہیں۔ بلکہ قابل ملامت ہیں۔ مولانا موصوف نے قرآن و

حدیث کا مطالعہ غور سے نہیں کیا ورنہ وہ سمجھ جاتے بغیر طاقت وقدرت کے محض وعظ ونصیحت سے
معاشرہ کبھی بھی نہیں سدھرتا۔صرف چند نیک بخت سعادتمند افراد پر اثر ہوتا ہے۔اس کی قرآن
کریم واحادیث میں مثالیں بکثرت موجود ہیں۔مثلاً حضرت نوح علیہ السلام ۹۵۰ سال قوم کو
سمجھاتے رہے قوم عاد،قوم ثمود،قوم لوط وغیرہ امام الانبیاء رحمت للعالمین،خاتم رسل،ہادی سبل
ﷺ کی مثال موجود ہے۔مکہ مکرمہ میں کیسی دلسوزی اور لگن سے قوم کو سمجھایا لیکن اثر،وہی چند
فیصد سے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔اب ان سے بڑی ہستی اور ان سے زیادہ محنت کا
تصور بھی محال ہے جبکہ خود قرآن کریم نے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

## اسوہ حسنہ ترک کرنا دینداری نہیں :

آنحضرت ﷺ کے طریق کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ طریقہ پر اصرار کرنا اور یہ سمجھنا اس
سے حالات سدھر جائیں گے وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کے سفر طائف
اور مصائب سے کون ناواقف ہے لیکن جب دعوت وتبلیغ کی پشت پر قدرت اور حکومت ہوئی وہی
طائف والے مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے ہیں۔عبرت کیلئے قرآن کریم میں ایک اور
بھی مثال ہے۔

## ہدہد کی مثال :

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندے کے ذریعے ایک قوم کو دعوت دیتے ہیں۔تو پوری
قوم اطاعت قبول کرتی ہے لیکن اس کے باوجود مولانا موصوف اور اب پورا احمقوں کا ٹولہ اسی غلط
فہمی میں مبتلا ہے کہ اس طریق کار سے امت کی اصلاح ہو جائیگی۔ایسے بے طاقت وقدرت
سے قوم کی اصلاح ہو جاتی تو رب ذوالجلال ارحم الراحمین قتال کا حکم نہ دیتے اور قتال فرض نہ
کرتے۔مولانا موصوف اور ان کے اندھے مقلدین نے جس طرح القرآن الکریم کا بغور
مطالعہ نہیں کیا انسانوں کی اکثریت صرف وہی بات سنتی اور مانتی ہے جس کی پشت پر طاقت اور



ڈنڈا ہو خاص طور پر پیٹ بھرے لوگ کسی اخلاقی طاقت کے قائل نہیں۔عربی کا محاورہ بے معنی
نہیں......

الناس علی دین ملوکھم

## رسول اللہ ﷺ کے سفیروں کا حال :

حضرت سلیمان علیہ السلام کے برعکس نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کے نام
دعوت ایمان کے خطوط بہترین سفیروں کے ذریعے ارسال کئے۔ایک کے سوا کوئی بھی ایمان نہ
لایا۔ایران کے بدبخت بادشاہ نے نہ تو سفیروں کا احترام کیا اور نہ مکتوب قدسی کا اکرام کیا بلکہ
اپنے گورنر کو حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے روبرو حاضر کیا جائے۔یہ الگ بات ہے کہ
حاضری کا حکم دینے والا بادشاہ مکتوب النبی ﷺ کیساتھ گستاخی کرنے کی جرم کی سزا بھگتنے کیلئے
بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں بطور مجرم پیش ہوگیا۔

## خلاصہ بحث :

اب تک جو بیان کیا ہے اس کے نتائج کا خلاصہ مختصر یہ ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ
صاحب نے ۱۹۳۰ء میں یہ کام شروع کیا اور ۱۹۳۳ء تک یہ کام صرف میوات تک محدود تھا۔گشت
یا سفر کی حد پانچ کوس تھی جس کیلئے میواتی پنج کوسہ کی اصطلاح استعمال کرتے تھے۔چھ سات
سال کی محنت اور مشقت کے بعد مولانا الیاسؒ نے میواتیوں کو میوات سے باہر دینی مرکزوں میں
دین سیکھنے اور کچھ اسلامی ماحول دیکھنے کیلئے جماعتیں بھیجنا شروع کیں اس وقت تک ان کو دین
سکھانا مطلوب اور مقصود تھا۔اس لئے شرعاً اس کی گنجائش تھی کہ آدمی کچھ عرصہ کسی دینی مرکز میں جا
کر زندگی گزارنے کے ضروری مسائل حاصل کرلے بشرطیکہ اس مقام پر اس کا انتظام نہ ہو۔
ان پڑھ اور بے علم کا تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔

## معکوس ترقی اور مقصد سے انحراف :

کچھ عرصہ بعد یہی دین سیکھنے کیلئے گھر سے نکلنے والے ان پڑھ اور بے علم افراد اسلام کے داعی اور مبلغ بن گئے اور مولانا الیاسؒ صاحب بھی بتدریج بدلتے گئے۔

## متلون مزاج اور مغلوب الحال :

مولانا صاحب متلون مزاج اور مغلوب الحال شخص تھے۔ جیسا کہ اپنے ایک ملفوظ نمبر ۱۵۹ میں فرمایا :-

''میں نے شروع میں مدرسہ میں پڑھایا (یعنی مدرسہ میں درس دیا۔) تو طلباء کا ہجوم ہوا اور اچھے اچھے صاحب استعداد طلباء کثرت سے آنے لگے۔ میں نے سوچا کہ ان کیساتھ میری محنت کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ جو لوگ عالم بننے ہی کیلئے مدرسوں میں آتے ہیں مجھ سے پڑھنے کے بعد بھی وہ عالم مولوی ہی بن جائیں گے۔

## گویا موصوف کے نزدیک علم اور عالم کی کوئی اہمیت نہیں :

پھر ان کے مشاغل بھی وہی ہونگے جو آج کل عام طور سے اختیار کئے جاتے ہیں۔۔ کوئی طب پڑھ کر مطب کریگا، کوئی یونیورسٹی کا امتحان دیکر اسکول کالج میں نوکری کریگا، کوئی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا۔ (عقیدت کو برطرف کر کے سوچیں کہ مولانا کی مطالعہ اور علم اور سمجھ کتنی ناقص تھی کہ نبوت کے فرائض منصبی میں پہلا فریضہ تعلیم ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلو اعليهم آيه ويز كيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين ۔'' اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے'' خير كم من تعلم القرآن وعلمه''

یہی نظریہ اس جماعت میں علماء کرام کی بے قدری کا سبب ہوا اور ہماری چودہ سوسالہ



تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے تمام مشہور افراد مدرس ہی ہوئے ہیں۔ تمام محدثین، تمام ائمہ مجتہدین اور تمام مفسرین اول درجہ کے مدرس تھے۔ اور تمام مشائخ بھی پہلے مدرس ہی ہوئے ہیں۔ پاک و ہند میں جو علم کی شمع روشن ہے وہ مدرس اور تدریس کی وجہ سے ہے۔ اس کام کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟) اس سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگا۔ یہ سوچ کر مدرسہ میں پڑھانے سے میرا دل ہٹ گیا۔

اس کے بعد ایک وقت آیا جب میرے شیخ حضرت (خلیل احمد سہارن پوری) نے مجھ کو اجازت دیدی تھی تو میں نے طالبین کو ذکر کی تلقین شروع کی اور ادھر میری توجہ زیادہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا آنے والوں پر اتنی تیزی سے حالات میں ترقی ہوئی مجھے خود حیرت ہوئی اور میں سوچنے لگا۔ (حالانکہ تزکیہ نفس اسلام کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ فرائض نبوت کا ایک فریضہ یزکیهم ہے) زیادہ سے زیادہ یہی کہ کچھ اصحاب احوال اور ذاکر شاغل لوگ پیدا ہو جائینگے پھر لوگوں میں ان کی شہرت ہوگی۔ تو کوئی مقدمہ جیتنے کی دعا کیلئے آئے، کوئی اولاد کیلئے تعویذ کی درخواست کرے، کوئی تجارت اور کاروبار میں ترقی کی دعا کرائے اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کے بھی آگے کو چند طالبین میں ذکر و تلقین کا سلسلہ چلے۔ یہ سوچ کر ادھر سے بھی میری توجہ ہٹ گئی۔'' یہ مولانا کی غیر مستقل مزاجی اور ناقص سمجھ کا ثبوت ہے۔ اب دوسری بات کہ مولانا مغلوب الحال شخص تھے۔

آپ بیتی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۲۴ میں مولانا فرماتے ہیں'' میں نے کہا کہ حضرت چچا جان اپنے اس حال میں مغلوب ہیں آپ کو بھی معلوم ہے اور ہم کو بھی اور کوئی کام بغیر غلبۂ حال کے نہیں ہوتا۔''

## غلط تشخیص اور غلط علاج :

مولانا الیاسؒ صاحب مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھ کر کڑھتے تھے اصلاحی احوال کیلئے بے چین تھے۔ لیکن مسلمانوں کی دین سے بیگانگی اور دنیا میں انہماک سیاسی اور معاشی

پسماندگی کا اصل سبب معلوم نہ کر سکے۔

### نادان دوست فائدے کی بجائے نقصان دیتا ہے :

اس لئے جو علاج تجویز کیا اور جو کام شروع کیا اس کا ظاہر بینوں کے نزدیک تو کچھ فائدہ ہو ساٹھ ستر سال کی محنت شاقہ کے بعد لاکھوں افراد اسلام کے کچھ ظاہری اعمال کے پابند ہو گئے لیکن اس بے روح عمل سے اسلامی معاشرہ وجود میں نہ آسکا اور نہ آسکتا ہے۔ جب تک مرض کی تشخیص نہ ہو علاج بے کار ہے اسی وجہ سے اس جماعت نے امت مسلمہ کو فائدے کی بجائے نقصان زیادہ پہنچایا ہے۔ لاکھوں افراد کو امت کے اجتماعی عمل سے الگ تھلگ کر دیا ہے امت مسلمہ کا اصل مرض حکومت عادلہ سے محرومی ہے۔ جب تک تمام امت اس مقصد کیلئے اجتماعی کوشش نہیں کریگی اور متفرق ملکوں اور قوموں کو ختم کر کے ایک حکومت قائم نہیں کریگی اس وقت تک تمام علاج بیکار ہونگے۔

اس جماعت نے قرآن اور اسلامی سلطنت کے قیام کی کوشش اور سیاست امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنے پروگرام سے نکال دیا ہے۔ مسلم قوم کے عقیدہ کو ختم کر کے مختلف قومیتوں میں بٹنا اور وطن کو قوم قرار دینا ایک مملکت کی بجائے ۵۵ یا ۵۶ شیطانی جزیروں میں منقسم ہو جانا اور اسکو اپنی کامیابی قرار دینا اور اسلامی معاشرے کے قیام کیلئے کوشش کرنے والوں کو احمق اور بے وقوف قرار دینا دین دشمنی کے سوا کچھ نہیں ہے اور یہ سب کچھ قرآن وسنت کے علوم سے ناواقفی کی بنیاد پر ہے۔ آخر میں گزارش ہے کہ اس رسالہ کو تعصب کی عینک اتار کر اور دھڑے بازی سے الگ ہو کر پڑھیں اور غور فکر کریں کہ کہیں دین کی خدمت کی بجائے دین کی جڑوں کو کھوکھلا تو نہیں کیا جارہا اور غیر شعوری طور پر دین دشمنوں کیلئے تو کام نہیں کر رہے۔

عبدالرحمٰن



## متفرقات

### حضرت مولانا سخی داد خوستی مدظلہ

حمد وثنا اور دعاء سلام کے بعد بلوچستان سے لکھتے ہیں......(خلاصہ)

(1) گرامی نامہ ملا۔ شکریہ

(۲) آپ کیلئے 100 نسخے ''خود ساختہ تبلیغی بزرگوں کی قلعی کھل گئی'' اور دیگر کتابیں بھیج دی گئی ہیں۔

(۳) ''التبلیغ'' صفر ۱۴۲۴ھ کے شمارہ میں آپ نے '' جناب عبدالوہاب کا غلو شدیدہ'' پر قابل مطالعہ وغور وفکر روشنی ڈالی...... (۴) اس پر ایک واقعہ یاد آیا جس سے بھائی عبدالوہاب کا علماء اور دینی مدارس سے نفرت (دشمنی) کا خوب پتہ چلتا ہے۔ یہ واقعہ مجھے حافظ قاری عزیز الرحمٰن فاضل اشرفیہ لاہور و متخرج جامعہ از ہر مصر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ خیر پور میرس سندھ میں ایک رئیس کے یہاں بھائی عبدالوہاب رائے ونڈ والے کی دعوت تھی جس میں چند علماء کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں ایک خیر پور میرس کے مشہور عالم مولانا بدرالدین پلفوٹرو بھی تھے اور میں بھی تھا کھانے کے بعد میزبان نے حاضرین سے کہا کہ آپ حضرات ذرا توجہ فرمائیں! اب حضرت (عبد الوہاب) کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ بھائی عبدالوہاب نے بیان شروع کرنے سے پہلے میزبان سے پوچھا کہ مجلس میں کوئی ایسا اجنبی شخص تو نہیں ہے جو ہمارے مزاج کا نہ ہو؟ صاحب خانہ نے جواب دیا کہ نہیں سب اپنے ہیں تو بھائی عبدالوہاب نے بیان شروع کیا اور اس میں یہ کلمات کہے......

''دیکھیں! جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں، ہماری (تبلیغی) مشن کامیاب نہیں ہوسکتی۔''

حضرت مولانا بدرالدین پلفوٹرو نے فوراً ٹوکا کہ جناب یہ کونسا مشن ہے جو دینی مدارس کے ختم ہونے کے بعد ہی کامیاب ہوسکتا ہے' ذرا وضاحت کریں؟ بھائی عبدالوہاب نے غصہ میں میزبان سے کہا میں نے آپ سے پہلے پوچھا نہیں تھا کہ یہاں کوئی اجنبی (غیر تبلیغی ذہنیت رکھنے والا شخص) تو نہیں ہے اور آپ نے کہا تھا کہ نہیں ہے تو یہ کون ہیں؟ اسکے بعد بھائی عبدالوہاب نے مولانا بدرالدین صاحب کی طرف متوجہ ہوکر کہا...... ''میرا مقصد یہ نہیں کہ مدارس بالکل ختم ہو جائیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ ہر گھر مدرسہ بن جائے۔''

مولانا بدرالدین صاحب نے فرمایا کہ جناب! آج میں سمجھ گیا کہ آپ لوگوں کے عزائم کیا ہیں۔ اب آپ کی ان رکیک تاویلوں سے کوئی بات نہیں بن سکتی۔ یہ فرما کر وہ اوران کیساتھ علماء سب چلے گئے۔

میرا کافی عرصہ سے ارادہ ہے کہ ایک کتاب ''تبلیغی جماعت ...... اکابر کی نظر میں'' شائع کروں۔ دعا کریں! والسلام

وضاحت :- مندرجہ بالا خط بندہ نے حاجی ابراہیم یوسف باوا کو برطانیہ بھیجا تھا۔ انہوں نے کمپوز کر کے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دیگر اسلامی ممالک کے بڑے بڑے اُردوداں علماء ومشائخ کے پاس ارسال کیا۔ نیز نظام الدین دہلی رائے ونڈ لاہور کے ذمہ دار حضرات کے نام بھی ارسال کے اور قومی امید ہے کہ باوا صاحب اس خط کو اپنے مشہور رسائل ماہنامہ ''الاسلام'' اور ماہنامہ ''التبلیغ'' میں بھی شائع فرمائینگے۔

تخی داد خوستی

۲۵/۰۳/۱۴۲۲ھ



## جناب حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ

سلام مسنون!

مدرسہ محمودیہ سرگودھا میں ہونے والی آپکی مفید تقریر مدارس اسلامیہ کے بارے میں پڑھی اور استفادہ کیا۔ آپکے ہر جملے سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن بھائی عبدالوہاب رائے ونڈ والے اور پوری تبلیغی جماعت والے بھی وہی ذہنیت رکھتے ہیں جو امریکہ، برطانیہ، دشمنان اسلام اور پاکستانی حکومت رکھتی ہے۔ مثلاً عبدالوہاب صاحب کا کہنا ہے کہ جب تک مدارس ختم نہ کئے جائیں ہماری تبلیغی مشن کامیاب نہیں ہوسکتی۔ نظام الدین دہلی کے مولانا محمد سعد کا قول ہے کہ مدارس اور خانقاہیں ڈھونگ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلہ میں کچھ ہونا چاہئے۔

حضرت اقدس مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ تبلیغ والوں کی بات نقل فرماتے ہیں کہ مدارس کی مدد کرنا حرام ہے۔ اس سلسلہ میں یہی مضمون ارسال کریں۔

(چاہے نام ظاہر نہ کریں اور دیکھئے شمارہ ۴)

## فاضل مکرم ومحترم جناب مولانا محمد نواز صاحب بلوچ زید فضلہ وکرمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

الحمد للہ! علمائے حق مروجہ تبلیغی جماعت کے کاردعوت وتبلیغ اوراس کے مقام ومرتبہ پر نظر تحقیق رکھتے ہوئے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اسکی موجودہ روش اوراس میں پیدا ہو جانے والے فساداور بگاڑ کے انجام وعواقب کی ہولناکی وخطرناکی سے برابر عوام الناس کو آگاہ ومتنبہ کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔اسی طرح کے ہولناک وخطرناک حالات سے مجھ ناچیز کو بھی دوچار ہونا پڑا ہے۔جس حالات وواقعات سے مجھے دوچار ہونا پڑا ہے ان میں سے پہلا واقعہ یہ ہے کہ......

ایک جامع مسجد میں ممبر پر بیٹھ کر یہ رائیونڈی بیان کررہا تھا پتہ نہیں کہ کیا بیان کررہا تھا۔نہ کسی کے سمجھ میں بات آتی تھی نہ خود اس کی اپنی سمجھ میں بات آرہی تھی کہ میں کیا بول رہا ہوں؟ اس پر کسی نے اس سے کہا کہ صوفی صاحب اب بیان ختم کردیں تاکہ فلاں مولانا صاحب آکر بیان فرمائیں۔تو اسی جوش میں آکر کہنے لگا کہ مولوی صاحب ایمان یقین کی نہ خود بات کرتے ہیں نہ دوسرے کو بات کرنے دیتے ہیں اور ممبر سے اترتے ہوئے بہت بیہودہ باتیں کرنے لگا۔دریں اثنا مولوی صاحب قرآن کریم ہاتھ میں لئے ہوئے ممبر پر بیٹھ گئے۔اور اس (رائیونڈی) کی بے ہودگی جاری۔

میرے قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا کہ صوفی صاحب مولانا صاحب بھی تو ایمان ویقین کی کتاب لئے بیٹھے ہیں ایمان ویقین بیان کرنے کیلئے تو رائیونڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ قرآن میں ایمان یقین کی باتیں کہاں ہیں؟ ایمان یقین کی باتیں صرف فضائل اعمال میں ہیں تو اس جواب پر میرے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا کہ واہ پھر تم خوب



ایمان یقین فدا کر آئے ہو اس تبلیغی جماعت کے بدولت۔واہ! واہ!

واقعہ دوم :- مجھے پتہ چلا کہ کوئٹہ کی فلاں گلی میں رائیونڈی امیر فلاں شیخ الحدیث صاحب سے بہت بدتمیزی سے پیش اس لئے آیا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب ہمیشہ درس قرآن کریم دیتے ہیں اور فضائل اعمال بیان نہیں کرتے۔اس لئے قرآن کریم کی شان میں بھی نازیبا الفاظ استعمال کئے۔یہ واقعہ 2004 کا ہے۔2005 میں کسی کام سے مجھے کوئٹہ جانا پڑا تو جس مولانا صاحب نے مجھے یہ واقعہ سنایا تھا وہ قدرتی طور پر مجھے کسی ہوٹل میں ملے تو میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے درخواست کی کہ مجھے شیخ الحدیث صاحب کے پاس لے چلئے تاکہ میں اس رائیونڈی (تبلیغی) کے بارے میں حقیقت حال معلوم کرسکوں تو اس نے جواب دیا کہ شیخ الحدیث صاحب اس بات کے پوچھنے پر رنجیدہ ہونگے۔بہرکیف میں نے بہت اصرار کیا کہ مجھے مہربانی کرکے لے چلیے! تو میرے اصرار پر میرے ساتھ ہولئے' وہاں پہنچ کر ملاقات وتعارف کے بعد اصل بات میں نے چھیڑ دی تو پہلے کچھ رنجیدہ سے دکھائی دیئے پھر کہنے لگے کہ اس بات کو چھوڑ دیجئے اور پوچھئے مت! کیونکہ اسکو بیان کرنے سے مجھے بہت پریشانی اور تکلیف ہوتی ہے۔پھر بھی میں نے اصرار کیا تو ایک آہ بھر کر فرمانے لگے کہ میں ہمیشہ درس قرآن دیتا رہا ہوں اور انشاء اللہ دیتا رہونگا مگر اس آدمی کو درس کے دوران اٹھ کر جانے کی ہمیشہ عادت تھی اور اس کے احساسات کا پتہ تو چلتا رہتا تھا۔خیر ایک دن خود ہی یوں پھٹ پڑا کہ مولانا تم نے قرآن میں کیا دیکھا ہے کہ ہمیشہ قرآن کو ہی لئے ہوئے ہو؟ میں نے جواب میں کہا کہ قرآن میں کیا نہیں ہے کہ میں قرآن کریم کو ہمیشہ نہ بیان کروں اور اسے چھوڑ دوں۔تو اس جواب کو سننے کے بعد رائیونڈی (تبلیغی) نے کہا کہ میرے بس کی بات ہوتی تو میں اسے (قرآن کریم کو) گٹر میں پھینکتا۔میں نے کہا کس کو؟ اس نے جواب میں کہا کہ قرآن کو؟ تو میں نے بیٹھے ہوئے طلباء سے کہا کہ ذرا اسے ادب تو سکھادو۔تو طلباء نے اسکی پٹائی کردی۔تب میں نے فضائل اعمال اٹھا کر

اس کے ہاتھ میں تھمادیا اور اس سے کہا کہ چلا جا اور فضائل اعمال بھی لے جا۔ وہ چلا گیا اور آج تک وہ یہاں نہیں آیا۔ پھرانہوں نے الگ اپنے لئے ایک مرکز بنایا آج کل وہیں پر اپنے مزاج کے مطابق اپنا طریقہ تبلیغ چلاتے رہتے ہیں۔

واقعہ سوم :- یہاں خضدار میں ایک گلی میں جماعت آئی ہوئی تھی اور امیر جماعت نے امام صاحب عبدالقدوس سے پوچھا کہ اس مسجد میں فضائل اعمال شریف نظر نہیں آتا؟ میں نے جواب میں کہا وہ ٹیبل پر قرآن کریم کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔ تو اس نے جلدی سے جا کر اسے قرآن کریم کے نیچے سے نکال کر قرآن کریم کے اوپر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ اسے یعنی فضائل اعمال کو قرآن کے اوپر رکھدیا کریں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو کہنے لگا کہ اس کتاب نے اسلام کو دنیا میں جتنا پھیلایا ہے قرآن نے کہا پھیلایا ہے؟ مجھے اس کے اس جواب پر بہت حیرانگی ہوئی کہ یہ جماعت اصلاحی جماعت ہے یا کچھ اور؟

واقعہ چہارم :- ایک صاحب جو دوکاندار ہے خضدار کا باشندہ ہے' میں اس سے کچھ دور بیٹھا ہوا ہوں۔ کچھ دور فضائل اعمال کی تعلیم ہو رہی ہے مسجد کا نام صابری مسجد ہے۔ وہ دوکاندار قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر جماعت کبھی مجھے دیکھ رہا ہے اور کبھی تلاوت قرآن والے کو۔ آخر کار تلاوت قرآن والے کے پاس آیا اور کچھ کہا تو تلاوت قرآن والے نے کچھ انکار کرنے والے کی طرح سر ہلایا اور کچھ بات بھی کی۔ میں نے سمجھا کہ یہ تلاوت پر مصر ہے اور رائیونڈی فضائل اعمال کی تعلیم پر بیٹھنے پر مصر ہے آخر کار رائیونڈی واپس آکر تعلیم میں بیٹھ گیا اور وہ دوکاندار تلاوت قرآن کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ دوبارہ یہ رائیونڈی اس دوکاندار کے پاس آیا کچھ کہنے لگا تھوڑی دیر کشا کشی ہوئی تو اتنے میں تلاوت کرنے والے نے قرآن کو بند کر کے رکھ دیا اور اس رائیونڈی کو تھپڑ رسید کیا اور دوسرے جماعت والوں نے تعلیم چھوڑ کر بیچ بچاؤ کرنے آئے جب دونوں ٹھنڈے پڑ گئے تو جماعت



والے دعا کر کے چلے گئے اور میں ادھر ہی بیٹھا رہا تاکہ تلاوت کرنے والے سے حقیقت معلوم کروں۔ تلاوت کرنے والے نے تلاوت ختم کر کے دعا کی تو میں نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اور اس کو بیٹھا کے حقیقت دریافت کی کہ آپ اس قدر کیوں جوش میں آگئے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ پہلی بار رائیونڈی نے مجھے کہا کہ جب تعلیم ہو تو قرآن، تلاوت یا نفل نماز پڑھنا ناجائز ہے تو میں نے کہا یہ جاہلانہ باتیں ہیں جاؤ مجھے چھوڑ دو اور اُٹھو! اٹھ کر چلا گیا۔ پھر دوبارہ آیا مجھے کہا کہ تعلیم عملی سمندر ہے اور تم یہاں آکر بیٹھ گئے، یہ قطرہ ہے۔ شیطان نے اجتماعی عمل سے تمہیں محروم کر کے انفرادی عمل پر لا بیٹھا دیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ خبیث تلاوت قرآن کو گویا کہ شیطانی عمل قرار دے رہا ہے اور تعلیم پر بیٹھنے کو رحمانی عمل اس پر میں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ یہ ہے ان کے تبلیغ کی حقیقت یہ تبلیغی جماعت میں جا کر کیا سیکھ کر آتے ہیں؟ کس قسم کا ان کا عقیدہ بنتا جا رہا ہے۔ اور بھی بہت سے اس قسم کے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں۔

والسلام

منجانب حسین شاہ

خادم علماء حق، خضدار بلوچستان

مورخہ ۲۰۱۰ء/۰۴/۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں مسمی حفظ الرحمٰن مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا۔ دورہ حدیث شریف کا سال تھا غالباً سہ ماہی امتحان کی ایک ہفتہ کی چھٹیاں ہوئیں تو میں تین دن پہلے رائیونڈ گیا اور والد صاحب کی نصیحت کے مطابق اسباق میں حاضر ہوا۔ مولانا احسان صاحب مسلم شریف کا سبق پڑھا رہے تھے۔ ایک طالب علم نے حدیث شریف پڑھی اور ترجمہ کیا ''جس نے ایک دن یا ایک رات اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔'' مولانا فرمانے لگے ''جس نے اللہ کے راستے میں کوشش کی'' دو مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔ طالب علم نے یہ ترجمہ کیا تو پھر سبق آگے چلا۔

حفظ الرحمٰن فاروقی

امام وخطیب

جامعہ مسجد محمودیہ محلہ احمد پورہ

شیخوپورہ

۱۵/۰۵/۲۰۱۰



# خلاصہ کلام

بستی نظام الدین اور رائیونڈ والی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت؟

۱)......اس تبلیغی جماعت کا طریق کار بدعت ضالہ ہے۔

۲)......منہاج النبوت کے خلاف ہے

۳)......صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کے مطابق نہیں۔

۴)......ائمہ مجتہدینؒ اور محدثینؒ سے اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ کسی فقہ کی کتاب اور حدیث کی کتاب میں دعوت وتبلیغ کے عنوان سے کوئی باب نہیں ہے۔

۵)......یہ جماعت جذبہ جہاد کو ختم کرنے کیلئے وجود میں آئی۔ بانی جماعت مولانا محمد الیاس کے نزدیک اصلی جہاد یہی ہے اور بعض حیثیات سے قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ ہے۔

۶)......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں اور بقول امیر جماعت مولانا انعام الحسن ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔

۷)......یہ جماعت درس قرآن کی مخالف ہے۔ اس جماعت کے کسی مرکز میں درس قرآن کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

۸)......منکرات سے چشم پوشی کرنا جماعت کا اصول ہے۔

۹)......کم فہم اور بے روزگار نئے فارغ التحصیل علماء کرام کو پھانس کر اور انکی ذہنی تطہیر کر کے اپنا آلہ کار بنا رہی ہے۔

۱۰)......بعض مدارس کے مہتمم حضرات عدم واقفیت اور جماعت کے متعلق حسن ظن کی وجہ سے طلباء اور نئے فارغ شدہ علماء کرام کو اس بدعتی عمل کی ترغیب دیتے ہیں جو ایک المیہ سے کم نہیں۔

۱۱)......سادہ لوح نوجوانوں کو دین کے نام پر عضو معطل بنا کرامت کے اجتماعی عمل سے الگ کر رہی ہے۔

۱۲)......اس جماعت کیساتھ وقت لگانے والے اور جماعت کے طریق کار کو ضروری سمجھنے والے ائمہ کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی، واجب الاعادہ ہے۔(بدعتی کی اقتداء میں نماز واجب الاعادہ ہے۔)

اب مندرجہ بالا امور کے مختصر دلائل ملاحظہ فرمائیں تفصیلی ثبوت رسالہ میں موجود ہیں۔

(رسالہ) ہدیۃ المبلغین تحفۃ للزائغین:

۱)......تبلیغ کا حکم مطلق ہے اور مطلق کو مقید کرنا بدعت ضالہ ہے۔

۲)......تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور جہاد جماعتی عمل ہے۔ انفرادی فریضہ کو جماعت کی صورت میں ادا کرنا شرعی امور میں تجاوز ہے جو کہ بدعت کے زمرہ میں شامل ہے۔

۳)......تبلیغ کیلئے سفر کرنا غیر ضروری اور نا اہل کا سفر کرنا جائز ہی نہیں۔ ایک غیر ضروری اور ناجائز امر کو ہجرت اور ہر فرد کیلئے وقت لگانا ضروری قرار دینے کی وجہ سے یہ عمل بدعت ضالہ اور شریعت سازی ہے۔ یہ تینوں بدعات اس جماعت میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

؎ عیاں راچہ بیاں

۴)......منہاج النبوت کے خلاف، یہ تو بدیہی امر ہے۔ اس لئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ دلیل تو نظری امور میں ہوتی ہے۔

۵)......صحابہ کرامؓ کے طرز کے خلاف ہے۔ یہ بھی مذکورہ بالا کی طرح بدیہی امر ہے۔ صحابہ کرامؓ لشکر کی صورت میں سفر کرتے تھے اور کفار کو دعوت دیتے تھے۔

۶)......اسلاف میں اس طریق کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کا ثبوت مروجہ تبلیغ کو جائز کہنے والوں کے ذمہ ہے۔ اگر پہلے ایسا طریقہ ہوتا تو مولانا محمد الیاسؒ بانی تبلیغ نہ ہوتے۔



۷)......مولانا محمد الیاس اس طریق کو ہی اصل جہاد کہتے ہیں تو پھر نفلی جہاد میں جان کھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ مجاہدین کی سب سے زیادہ مخالفت اسی جماعت نے کی ہے۔

مولانا ذکریا صاحب نے بھی تبلیغی اسفار کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا ہے مزید برآں موجودہ دور میں تو یہ کسی دلیل کی بھی محتاج نہیں ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے۔

۸)......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں۔ اس کی بھی دلیل کی ضرورت نہیں ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے واقف ہو۔

۹)......شیخ الحدیث مولانا ذکریاؒ کی کتاب ''تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور انکے جوابات'' اس جماعت کے ناجائز ہونے کا ایک اٹل اور قطعی ثبوت ہے۔ کیونکہ علماء حق کبھی بھی جائز امور پر اعتراضات نہیں کرتے۔ ایک ہزار سے زائد خطوط کا شیخ نے اقرار کیا ہے۔ ظاہر بات ہے اتنے کثیر علماء کرام ایک جائز اور ضروری امر کی کیسے مخالفت کرسکتے ہیں۔

دوسرے مولانا ذکریا صاحب نے یہ چالاکی کی کہ اعتراضات نقل نہیں کئے صرف جواب دیا ہے اور جوابات بھی غلط سلط ہیں۔

۱۰) جو شخص چاہے عالم ہو یا عام آدمی اس جماعت میں شامل ہوگیا وہ امت سے کٹ گیا۔ وہ اجتماعی، معاشرتی، سیاسی کسی عمل میں شریک نہیں ہوتا۔ اس گمراہ جماعت نے لاکھوں افراد، نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کر کے انکو عضو معطل اور جسد مفلوج بنادیا۔

ابوالفضل عبدالرحمٰن

فاضل دارالعلوم کراچی